انسان کو بچایا جائے

پاکستان کے گولڈن جوبلی جشن کے موقع پر قومی مستقبل کے لیے ایک لائحہ عمل

انسان کو بچایا جائے

منور اقبال خان بلوچ

سماجی ادارہ انسان گوئنٹ دارالرحمت شوگر ملز روڈ لیہ

نام کتاب انسان کو بچایا جائے

مصنف منور اقبال خان بلوچ

ناشر شعبہ تعلیم و تربیت (سماجی ادارہ) انسان دوست لیہ

مطبع آرش پرنٹرز چوبارہ روڈ لیہ

قیمت ۵۰ روپے

اِنتسابات

میرا انتساب **میاں محمد نواز شریف** آپ کے نام

میرا انتساب ۵۰ سالہ آزاد ملک کے غلام انسانو آپ کے نام

میرا انتساب غیر محفوظ مستقبل میں پروان چڑھنے والے سارے پاکستانی بچو اور میرے بیٹو ! عمران ۔عثمان ۔علی اور حمزہ ۔ آپ کے نام

میرا انتساب اچھے دنوں کے انتظار میں مرنے والے تمام اِنسانوں اور اپنے والد محمد عنایت اللہ خان حیرت آپ کے نام

میرا انتساب انتظار آرزو ، تمنا ، پیار ، وفا ، محبت ، فکر شعور آگہی ، تحقیق اور گم گشتہ خُوشبو آپ کے نام

میرا انتساب ــــ اِنسان ــــ کے نام

فہرست

صفحہ

یہ کتاب عام ہو گئی تو خواص کیلئے عذاب ثابت ہوگی۔

'بے شک آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا '

انسان کو بچایا جائے کا مسودہ سامنے رکھے سوچ رہا ہوں کہ اسے لکھا بھی انسان نے ہے ورنہ آج کل انسان نہیں آدمی کتابیں لکھتے ہیں۔

یہ کتاب پڑھنے کے بعد اس قول کی صداقت پر ایمان مزید پختہ ہو گیا کہ علم کا نزول دماغوں پر نہیں دلوں پر ہوتا ہے۔

منور اقبال خان بلوچ کا دل انسان کا دل ہے اور یہ انسان ہی کا دل ہے جو دراصل مسلمان کا دل ہوتا ہے۔

میں نے خود کو کبھی لکھاری نہیں ' ہمیشہ قاری ہی سمجھا ہے ۔ایک ایسا طالب علم جو کتابوں کے تعاقب میں رہتا ہے لیکن کم کتابیں ہی ایسی ہوتی ہیں جو طلب علم کے تقاضے پورے کر سکیں۔

زیر نظر کتاب علم کے سچے طالبوں کے لئے ایک ایسا تحفہ ہے جس پر منور اقبال بلوچ صاحب بہت ہی مبارکباد اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔ یہ کتاب عام ہو گئی تو خواص کے لئے عذاب ثابت ہو گی۔

حسن نثار

۲۰ دسمبر ۱۹۹۶ لاہور

منور اقبال نہ جانے انسان کو کیوں بچانا چاہتے ہیں۔

زیر نظر کتاب کے مطالعے کے دوران حیرت و خوشی کے ملے جلے جذبات نے میرا احاطہ کئے رکھا - برادرم منور اقبال صاحب نجانے انسان نامی خبیث جنس کو بچانا ہی کیوں چاہتے ہیں -

تمام ادیان عالم نے اسے بچانا چاہا یہ نہ بچ سکا - اس بو قلموں مخلوق کے عمل اور رد عمل کو قرآن نے مکمل طور پر بیان کر دیا ہے جہاں و خلقنا الانسان فی احسن تقویم کہا گیا تو ساتھ ہی ثم رددناہ اسفل سافلین اور پھر کونو قردۃ خاسئین کہا - گویا اسکے تخلیقی مراحل کی وضاحت کردی ہے -

دین اور سائنس نے اسے بہت آگے بڑھایا لیکن اسکی جبلی خواہشات ، غصب ، لوٹ مار اور انسان کشی کی خوں خوار نفسیات نے اسے دوبارہ غار کا وحشی انسان بنا دیا - جہاں تک پاکستانی عمرانیات کا تعلق ہے یہ کسی زمرے میں نہیں آتیں - یہاں کی اقتصادیات و معاشرت غلامانہ اور ہندوانہ ہے ، تہذیب و معاشرت کے اصول بھی نہیں بنائے گئے - ظاہر ہے 13 کروڑ آبادی کو عدم وسائل کے ہوتے ہوئے کس طرح درست کیا جاسکتا تھا -

منور اقبال صاحب انسان دوست اور خدا آگاہ ادیب و محقق ہیں۔ میں نے بہت کم لوگ اسے دیکھے ہیں جو دل سے یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان تمام ISMS کی جگہ اسلام کے ان انسانی نظریات کو اپنا لے جن کے بغیر انسانی بقا اور ارتقا ممکن نہیں ہے انسان کو بچایا جائے جیسی تحقیقی کتاب لکھنے پر راقم منور اقبال بلوچ کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔

ڈاکٹر خیال امروہوی لیہ
25 فروری 1997ء

پیش گفتار

سیاسی کلچر بہت گندا ہوگیا ہے حالات ٹھیک کرنا مشکل ہے ملک میں ۲ فیصد سرمایہ دار
حرام کمانے والے مافیا اور جاگیردار حکمرانی پر قابض ہیں

ان برہمنوں کے خلاف عوام کو برسرِپیکار نہ کیا گیا تو پاکستان کو بچانا مشکل ہو جائے گا۔ بندوں کو نسل اور عقیدہ کی بنیاد پر قتل کیا جاتا ہے۔ (ملک معراج خالد وزیراعظم پاکستان روزنامہ جنگ 96-12-30)

مندرجہ بالا صورت اس لئے پیش آئی کہ ہم نے عدل کے قرآنی تصور کو یکسر بھلا دیا ہے ....

اور اب معاشرہ اس مقام پر کھڑا ہے کہ پھولوں کی مہکار - شبنم کے قطرے - تتلیوں کے رنگ - درختوں کا سبزہ - جگنو کی چمک - پرندوں کی چہکار اور بچوں کی مسکراہٹ ختم ہونے کو ہے۔ پاکستان میں انسان ہلاکت کے دہانے پر کھڑا ہے۔

اس جگہ جناب رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ کے مضمون "وطن کی فکر کر ناداں" سے ایک اقتباس حاضر ہے۔

" اے دانشورو - سیاست دانو .... حصول اقتدار کی نہیں - قومی مسائل کی بات کرو۔ مسمار کی گئی دنیائے اسلام کی بات کرو .... مسخ شدہ نظریہ پاکستان کی بات کرو .... ریزہ ریزہ ہوگئے انسان کی بات کرو .... اللہ کی حاکمیت کی بات کرو .... آئین و دستور اسلام کے نفاذ کی بات کرو۔

نادانو! وطن کی فکر کرو .... جس کی بربادیوں کے مشورے نمرود کے بنائے ہوئے آسمانوں میں ہو رہے ہیں"۔میں یہ کتاب خلوص نیت سے پاکستانی معاشرہ کی اصلاح کے لیے لکھ رہا ہوں کہ میں نے محسوس کیا ہے کہ انسان پاکستان میں کئی حوالوں سے مر رہا ہے ...... ایک حوالہ تو معاشی عدم استحکام ہے جس کی وجہ ذرائع پیداوار کی ناجائز تقسیم ہے۔اور دوسری وجہ اعتقادی حوالہ ہے۔ کسی کو اپنی ذات کی اصلاح اور تعمیر کی فکر نہیں اور دوسرے شخص کی اصلاح کی فکر میں معاشرہ کا امن برباد کر رکھا ہے۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں قرآن فرماتا ہے۔

"جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار بے شک وہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن نہیں سمجھتے (2/11-12 اشارہ آیت نمبر سورۃ نمبر)

میں نے کوشش کی ہے کہ اپنی بات قرآن کی زبان میں سمجھاؤں تمام حوالے بڑی احتیاط سے قرآن مجید سے لیے گئے ہیں۔ بعض جگہ احتیاط اور خدا کے خوف سے مختصر سا تبصرہ کیا ہے ...... قرآن فرماتا ہے۔

ہم نے تمھیں ایک اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے 2/143 جیسے نوع انسانی کے فائدے کے لیے پیدا کیا گیا ہے 3/111 اس کے باوجود ہم قانون فطرت کی بغاوت کرتے ہیں۔

خدا کی زمین پر اکڑ کر چلتے ہیں 31/18
عدل وانصاف سے زندگی نہیں گزارتے 6/153
دولت کو گردش نہیں دیتے
ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں
ایک دوسرے کو ناحق قتل کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں راستے اور عبادت گاہیں غیر محفوظ ہو گئیں ہیں.

عقیدہ کے حوالے سے ایک دوسرے کی دل آزاری کرتے ہیں
6/108

علم سے خوف کھاتے ہیں. پوری قوم میں 20 فیصد لوگ پڑھے لکھے ہیں جن میں سے 14% صرف اپنا نام لکھ سکتے ہیں. جبکہ ہمارے مذہب کی بنیاد "اقرا" سے ہوئی.

قرآن کو مشکل کتاب سمجھتے ہیں. جبکہ قرآن کا اعلان ہے

* خدا اپنی آئتیں لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے
2/187

* اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آئتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں 3/118

* بے شک تمھارے پاس خدا کی طرف سے نور اور واضح کتاب ہے۔ 5/15

ایک دوسرے کا احترام نہیں کرتے جبکہ قرآن مسلمانوں کو بھائی

بھائی قرار دیتا ہے - 49/10

سیدھی بات نہیں کرتے 33/70

سچ اور جھوٹ کو آپس میں ملاتے ہیں - 2/42

وعدوں کو پورا نہیں کرتے - 5/1

محنتوں کا پورا صلہ نہیں دیتے - 53/39

* غصہ پر کنٹرول نہیں کرتے - 3/143

پڑوسیوں کا خیال نہیں رکھتے - 4/36

* سخت کلامی سے بات کرتے ہیں - 17/23

قول و فعل میں تضاد کرتے ہیں - 3/166

ایسی باتیں کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے - 61/2

معاف کر دینے کا جذبہ نہیں ہے - 6/54

ایک دوسرے کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں - 49/11

ایک دوسرے کے عیب نکالتے ہیں - 49/12

رشوت لیتے ہیں - 2/188

جھوٹی گواہی دیتے ہیں - 25/72

انصاف نہیں کرتے - 4/135

ملاوٹ کرتے ہیں - درجہ دوم کی چیزیں بیچتے ہیں - 4/29

سود کا لین دین کرتے ہیں - 2/275

قرض کی رقم واپس نہیں کرتے - 2/282

وعدہ خلافی کرتے ہیں - 17/34

معاہدوں کی پابندی نہیں کرتے - 5/1

خوش اخلاقی سے پیش نہیں آتے - 31/18

غور و فکر نہیں کرتے - 7/179

بے حیائی کی باتیں کرتے ہیں - 6/151

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں - 2/188

فرقہ بندی کو ہوا دیتے ہیں - 30/32

پورا نہیں تولتے - 17/35

لوگوں کی باتوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں - 49/12

غرض ہر قسم کی برائی میں ملوث ہیں -

جبکہ قانون قدرت یہ ہے کہ .

"وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالح کرتے ہیں (یعنی نیک کام کرتے ہیں) ان کیلئے خطرات سے حفاظت اور باعزت رزق کی ضمانت ہے - (الحج ,50)

ہمیں آج پاکستان میں باعزت رزق اس لئے نصیب نہیں کہ ہم اعمال صالح نہیں کرتے سب سے بڑی برائی اس معاشرہ میں ناانصافی ہے - جسے ہم ایک گلی سے لے کر قومی اسمبلی تک دوہرا رہے ہیں - نتیجہ کے طور پر مسائل کا شکار ہیں اور ہر طرف انسان مر رہا ہے -

مرنے سے مراد وہ موت نہیں جسے زندگی کا خاتمہ کہتے ہیں - وہ موت تو ایسا مقام ہے جہاں انسان روز روز مرنے اور بار بار مرنے سے نجات حاصل کر لیتا ہے -

کیا بے عزتی کی زندگی .... انسان کی موت نہیں ....

IMF سے قرضہ مانگنا 250 روپے زکوۃ کا چیک لے کر بنکوں میں ذلیل ہونا .... یوٹیلٹی سٹور کی لمبی لمبی لائنوں میں گھی کے ڈبوں کے لئے گھنٹوں کھڑے رہنا

قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کے ڈیروں پر دھکے کھانا ....

ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر سفر کرنا

ابلتے گٹروں کے پانیوں کے درمیان زندگی بسر کرنا

بے روزگاری - بیماری - خوف - بھوک - جہالت - غربت - ناانصافی - دولت کی غیر منصفانہ تقسیم جیسا نظام انسان کے لئے موت نہیں تو کیا ہے

کیا پاکستان میں انسان - سڑکوں پر - راستوں پر - ہسپتال کے پلاٹوں میں - عبادت گاہوں میں .... عدالتوں میں پولیس کی نگرانی میں .... ہسپتال میں عملے کی موجودگی میں دہشت گردوں کے ہاتھوں مر نہیں رہا

ناانصافی .... انسان کی موت ہے ....

کیا یہ ناانصافی نہیں .... کہ ایک طرف بھوک ہی بھوک ہے اور

دوسری طرف مسلسل بدہضمی۔

ایک طرف ساری زندگی کرائے کا مکان .... دوسری طرف اسلام آباد ۔لاہور۔کراچی پشاور اور کوئٹہ میں ناجائز کمائی کی بڑی بڑی کوٹھیاں

ایک طرف ڈپو کا آٹا اور دوسری طرف سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایکڑ ناجائز تقسیم سے حاصل کی ہوئی زمین

ایک طرف ایچی سن صادق پبلک اور ایبٹ آباد کے ایر کنڈیشن سکول اور دوسری طرف میلوں کی مسافت کے بعد بغیر کمروں کے سکول جس میں زمین پر بیٹھے ہوئے غلیظ بچے۔

محسن نقوی کی آزاد نظم سے ایک جھلک

میری گلی کے غلیظ بچو!
تم اپنے میلے بدن کی ساری غلاظتوں کو ادھار سمجھو
تمھاری آنکھیں!
اداسیوں سے بھری ہوئی ہیں
ازل سے جیسے ڈری ہوئی ہیں
سبھی قمیضیں پھٹی ہوئی
تمھاری ہتھیلیوں کی بجھی لکیریں
بقا کی ابجد سے اجنبی ہیں
میری گلی کے غلیظ بچو!
تمھارے میلے بدن کی ساری غلاظتیں اب گئے زمانوں کے ارمغاں ہیں

تمھارے ورثے کی داستاں ہیں
انھیں سنبھالو! ضدوں کو چھوڑو قریب آؤ!
میری گلی کے غلیظ بچو!
رتوں کی نفرت کو پیار سمجھو
غلاظتوں کو ادھار سمجھو

اسلامی فلسفہ میں مجدد کی آمد کا تصور موجود ہے۔ میں نے اپنی اس کتاب کو ملک میں موجود اہل فضل کے نام انتساب کیا ہے۔ جن کے اسماء گرامی اس کتاب کے آخر میں موجود ہیں۔

ہے کوئی جس میں مجدد کا سا درد اور حوصلہ ہو۔جو ملک میں قرآنی عدل کے انظام کو نافذ کرئے اور ذرائع پیداوار کو خدا کے لوگوں میں برابر تقسیم کرئے۔ میثاق مدینہ کی طرز پر دستور مرتب کرئے جسمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی ملت وحدہ قرار دیا جبکہ یہاں مسلمان فرقے آپس میں ملت واحدہ بننے کے لیے تیار نہیں۔

آخر میں میں اپنے عزیز دوست قمر شیرازی اور اپنی رفیقہ حیات ڈاکٹر ریحانہ کا نام شکریہ کے ساتھ ریکارڈ پر محفوظ رکھنا چاہتا ہون کہ انھوں نے اس کتاب کو لکھنے میں میری مدد کی

نیک تمناؤں کے ساتھ

منور اقبال خان بلوچ
دارالرحمت شوگر ملز روڈ لیہ

آج جس موضوع پر قلم اٹھا رہا ہوں وہ نہایت سادہ پاکیزہ اور ناقابل تردید نظام حیات ہے جس میں بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود پوشیدہ ہے لیکن خوف اس بات کا محسوس کر رہا ہوں کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ اتنی تلخ حقیقت ہے جسے برداشت کرنا بہت مشکل ہو گا کیونکہ حقیقت کو سننے اور برداشت کرنے کا حوصلہ معاشرہ سے یکسر ختم ہو چکا ہے۔

یہ زندہ اور ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسی زمین سے انسان کی معیشت منسلک ہے اور پھر یہ کہ یہ زمین خدا کی ہے لیکن اس زمین پر جاگیرداروں کا غاصبانہ قبضہ ہے اور دولت چند ہاتھوں کے درمیان گردش کر رہی ہے . اسی استحصال اور غاصبانہ قبضہ کی وجہ آج معاشرہ کے خدوخال انتہائی بھیانک شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں جہاں مراعات یافتہ طبقہ کو زکوٰۃ کی رقم سے بیرون ممالک علاج کے لئے بھجوایا جاتا ہے اور غریب اور عام آدمی دوائیوں کے بغیر سرکاری ہسپتالوں کے پلاٹوں میں مر جاتا ہے۔

ناانصافی کے اس بھیانک شب و روز میں عام آدمی قدم قدم پر مرتا ہے اور عدم تحفظ کے اس ماحول سے گھبرا کر تمنا کرتا ہے کہ کاش میں فلاں امیر شخص کا گھوڑا ہوتا .... یہ محض جذباتی باتیں نہیں حقائق ہیں اور ایسے تلخ حقائق جن کے پیچھے بغاوتیں کروٹیں لے رہی ہیں۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں جرم کوئی کرتا ہے اور سزا کوئی بھگتا ہے۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں زندگی بچانے والی ادویات میں بھی ملاوٹ کی جاتی ہے۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں رشوت جائز تصور کی جاتی ہے۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں وفاداریاں سکوں کے عوض فروخت ہوتی ہیں۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں جعلی پولیس مقابلوں میں معصوم شہری قتل کردیئے جاتے ہیں۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں نوکریاں لاکھوں روپے میں بے بس پڑھے لکھے نوجوانوں کو بیچی جاتی ہیں۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں متقی بے وقوف اور بدمعاش معزز سمجھا جاتا ہے۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں خدا کے گھر (یعنی عبادت گاہیں) کو بموں سے اڑا دیا جاتا ہے۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں انصاف۔ تعلیم۔ انتظامیہ بکتی ہے۔

یہ وہ سوسائٹی ہے جہاں منشیات فروش عیش وعشرت کی زندگی گزارتا ہے۔ اور حوالات میں بند کرنے کے لئے بے بس بے سہارا۔ بے کس مسائل میں گرفتار زرد چہرے والا کمزور انسان پکڑ لیا جاتا ہے۔ اس سوسائٹی میں ہر گھر بھی تو جیل کی مانند ہے جہاں ان کے مکین بے شمار مسائل کے انبار لئے پس دیوار سسکتے رہتے ہیں۔

کاش صاحب اقتدار لوگ اور علماء کبھی اپنی پیجارو اور ممبر سے اتر کر ان بے بس انسانوں کی زندگی کا جائزہ لیتے کہ یہ بے بس انسان

اور یہ سوسائٹی یہاں تک کیسے پہنچی. یہ دونوں طبقے ان مسائل پر غور اس لئے نہیں کرتے کہ ان مسائل کے پیچھے ان ہی کی ناانصافیوں کی داستانیں پوشیدہ ہیں -

ان کی ناانصافیوں کا حل ان کے پاس ہے لیکن ایسا کرنے کے لئے صاحب اقتدار لوگوں کو اپنی اجارہ اور علماء کو ممبر چھوڑنے ہوں گے لیکن یہ ایسا کیسے کرسکتے ہیں یہ تو ان کے لئے ایسا پانی ہے جس کے بغیر یہ مرجائیں گے -

بہرحال آج اس جگہ ایسی ہی ناانصافیوں کے خاتمے کے لئے ایک ایسے معاشی نظام کا ذکر کروں گا جو دنیا کا بہترین اقتصادی نظام ہے اسے اسلام کے اقتصادی نظام کا نام نہیں دوں گا کیونکہ جب بھی ہم اسلامی نظام کا نام لیتے ہیں تو ہمارے سامنے فورا" پاکستانی سوسائٹی کا نقشہ ابھر آتا ہے. لیکن میں بڑے اعتماد کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کامعاشرہ قطعا" اسلامی معاشرہ نہیں ہے -
اسلامی معاشرہ تو مفاد کلی کے تصور پر قائم ہوتا ہے -

جس میں ہرپیاسے کی خوشی اسی میں ہوتی ہے کہ دوسرا آدمی پہلے پانی پی لے -

اس جگہ جس خوبصورت اقتصادی نظام کا ذکر کیا جارہا ہے وہ ہے قرآن کا اقتصادی نظام

اس سے قبل کے دنیا کے بہترین اقتصادی نظام کا ذکر کیا جائے قرآنی نظریہ حیات کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ دنیا میں موجود دوسرے اقتصادی نظاموں کا تذکرہ بھی کیا جائے گا تاکہ

موازنہ میں آسانی پیدا ہوسکے۔
آیئے یہاں اقتصادی نظام میں سب سے پہلے سرمایہ دارانہ نظام کا جائزہ لیں۔

سرمایہ دارانہ نظام

1916-17ء دنیا معاشی اعتبار سے دو بلاکوں میں تقسیم ہے ایک نظام کو سرمایہ داری اور دوسرے نظام کو اشتراکیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس جگہ سرمایہ دارانہ نظام کے خدوخال کو مختصراً" پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔
انسانی ضرورت کی تمام اشیاء چار چیزوں سے مل کر کام کرنے سے تیار ہوتی ہیں یعنی زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم، اور معاشیات کے اعتبار سے یہی درحقیقت پیداواری وسائل ہیں جدید اصطلاح میں ان عوامل کو (Inputs) کہا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا چار عوامل سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس کو تقسیم کیسے کیا جائے؟ یہ وہ اصل مسئلہ ہے یعنی کہ پیداواری تقسیم ہی اقتصادی نظاموں کی بنیاد ہے۔
سرمایہ داری نظام ماہرین معاشیات جن میں آدم سمتھ الفرڈ مارشل، پروفیسر ربنز، پروفیسر سموئیل کے علاوہ بے شمار ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اصل سرمایہ کارکن کی محنت ہے جو زمینوں کو زرخیز کپاس کو کپڑے اور لوہے کو موٹر اور خاک کو محلوں میں تبدیل کرتی ہے اور کارکن کی محنت سے جو دولت حاصل ہوتی ہے وہ دولت سرمایہ دار

۱۵ ج تا ۳۳

کی جیب میں چلی جاتی ہے اور سرمایہ دار ہمہ وقت دولت اکٹھی کرنے کی فکر میں رہتا ہے . ماہرین نفسیات انسان کے نقطہ اطمینان کا پتہ لگانے میں ناکام رہے ہیں اور انسانی ذات کے اندر موجود منفی رویوں جن میں حرص سرفہرست ہے کی انتہا کا اندازہ لگانا ناممکن ہے . اور اسی بے لگام جذبہ حرص کے تحت ساری دولت سرمایہ دار کی جیب میں چلی جاتی ہے اور وہ جب چاہتا ہے اجناس کے نرخ گھٹا کر چھوٹے دوکانداروں کو اور بڑھا کر عوام کو مصیبت میں ڈال دیتا ہے یہ مشینیں لگا کر پہلے بے روزگاری بڑھاتا ہے اور اس طرح دولت مند بڑا دولت مند بنتا چلا جاتا ہے اور دولت کے زور پر مندرجہ ذیل خوفناک کھیل کھیلتا ہے

1- وہ غریبوں کے ووٹ خرید کر قانون ساز اسمبلی میں چلا جاتا ہے اور جہاں وہ اپنی دولت کو تحفظ دینے کی خاطر اپنی پسند کے قانون اور حکومتیں تشکیل دیتا ہے .

2- وہ مہنگی اور قیمتی کاریں خریدتا ہے بڑے بڑے محل بناتا ہے اور اپنی برتری قائم کرنے کے لئے جسمانی طور پر مضبوط انسان خریدتا ہے جو جدید اسلحہ کے زور سے معاشرہ میں طاقت کے توازن کو بگاڑتے ہیں جس سے بے یقینی 'مایوسی' ناانصافی اور پستی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ وہ انسانی رویے ہیں جو معاشرہ میں بداخلاقی کے ذمہ دار ہیں .

3- دولت مند کو نفسیاتی طور پر کمزور عوام سے نفرت ہوتی ہے .

4- دولت مند کی شان کے سارے راستے شراب خانوں اور قحبہ

خانوں کی طرف جاتے ہیں۔
سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیوں کے سلسلہ میں دلائل دینے کی ضرورت نہیں آج دنیا کا نقشہ اقتصادی اور اخلاقی صورت حال اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام کی بے لگام طاقت کا اندازہ دنیا افغانستان، لیبیا، لبنان، بوسنیا، عراق، کشمیر، صومالیہ، کمبوچیا، اور ویت نام کے علاوہ دنیا کے بے شمار علاقوں میں دیکھ چکی ہے جہاں انسانی خون تسکین ذات کے لئے بہایا گیا .... اور تسکین ذات ہی سرمایہ دار کا مقصد حیات ہے۔

اشتراکیت کے بارے میں تفصیلی جائزہ

یہاں معاشی نظاموں کے سلسلہ میں اشتراکیت کے بارے میں تفصیلاً لکھوں گا۔ مضمون کی اہمیت کے پیش نظر یہاں اس نظام کے سارے پہلوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ اشتراکی نظام کے سلسلہ میں ذیلی طور پر تین نام سامنے آتے ہیں یعنی سوشلزم ------ کیموزم ------ اور مارکسزم
☆ سوشلزم لفظ سوسائٹی یعنی معاشرہ سے لیا گیا ہے اور اس کے لفظی معنی ہیں کہ معاشرے کے معاشی نظام کی اس طرح اصلاح کرنا کہ ایک فرد اور دوسرے فرد کے درمیان جو دولت کی خلیج ہے ان کے فاصلے زیادہ سے کم اور کم سے کم تر ہوجائیں۔

اہل یورپ سوشلزم کا مفہوم حسب ذیل الفاظ میں سمجھتے ہیں.
ترجمہ :- سوشلزم افکار و عمل کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس کا انحصار اس تصور پر ہے کہ زیادہ تر معاشرتی خرابیوں کا سبب مادی وسائل زندگی کی غیرمساویانہ تقسیم ہے. اور ان خرابیوں کا علاج صرف یہ ہے کہ جائیداد کی ملکیت اور ذرائع پیداوارزر مبادلے اور تقسیم کو بتدریج یا فوری کلا" یا جزوا" انفرادی تصرف سے اجتماعی تحویل میں منتقل کردیا جائے (چمبرز انسائیکلوپیڈیا)
کمیونزم کا لفظ قدیم ترین لفظ ہے تقریبا" 400 سوسال قبل مسیح علیہ السلام افلاطون نے اپنے مثالی شہر کو اس نظریئے کی مجسم تصویر بنایا : یہ عظیم فلسفی اخلاق کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب کا عقیدت مند تھا اور اس کے شہری اس بلند اخلاق کا نمونہ تھے. حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسے معاشرے کو قائم کردیا تھا جس میں یہی نظریہ شاعری سے بالاتر ہوکر لوگوں کے لئے ان کی روزمرہ زندگی کا اصول بن چکا تھا.

کتاب مقدس اعمال کے باب دوم کی اخیری دو آیات میں ملتا ہے
"یہیں سے عیسائی کومیونزم کا آغاز ہوا
اس زمانے سے لے کر کارل مارکس کے ولادت اور سن بلوغیت کے بعد تک متعدد مصنفین نے اس نظریئے کی حمایت کرتے ہوئے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جس میں ان کے مطابق عظیم الشان اور مسرت سے لبریز معاشرے کا نقشہ کھینچا گیا ہے جسمیں ذرائع پیداوار کو اجتماعی تحویل میں منتقل کرنے کا ذکر ہے. اس نظریئے کا ذکر

مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے جو برطانیہ اور فرانس میں شائع ہوئیں۔

سرتھومس مور کی کتاب یوٹوپیا شائع شدہ 1516ء

هیر نگٹن کی کتاب ادسی ایلینا شائع شدہ 1656ء

ٹی کی کتاب سٹی آف دی سن شائع شدہ 1623ء

پیٹر چیمبرلین کی کتاب دی ایڈووکیٹ شائع شدہ 1649ء

معاشی فلسفہ کی مندرجہ بالا چند کتابوں میں معاشی اصلاح کے لئے برطانیہ میں جگہ جگہ کومیونسٹ سوسائٹیاں قائم کیں۔

اس سے قبل مارکسی نظریہ کا ذکر کیا جائے ہیگل کے فلسفہ کا ذکر بہت ضروری ہے کیونکہ مارکس (1883 - 1818) کا نظریہ ہیگل کے فلسفہ سے ماخذ ہے۔ ہیگل (HEGEL) کا فلسفہ کو عام طور پر فلسفہ اضداد کہا جاتا ہے۔ وہ نہ صرف یہ کہتا ہے کہ دنیا میں ہر شے اپنی ضد سے قائم ہے بلکہ یہ بھی کہ انسانیت نے جس قدر ترقی کی ہے وہ اضداد ہی کی جنگ وپیکار سے کی ہے لیکن ان اضداد کا دائرہ صرف تصور اور فکر (Idea and Thoughts) کی دنیا تک محدود نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایک تصور (Idea) جب ایک خاص حد تک پہنچ جاتا ہے تو اس میں سے اس کی ضد پیدا ہوتی ہے اور ان دونوں کے تصادم سے ایک نئے تصور کی تخلیق ہوتی ہے جس سے پہلے تصور کی نفی ہوجاتی ہے۔ ہیگل اس عمل کا نام جدلی عمل ("DIALECTICAL PROCESS") قرار دیتا ہے ہیگل نے نظریئے کا ماحصل یہ ٹھہرا کہ

1- دنیا میں کوئی قدر (VALUE) مستقل طور پر اپنا وجود نہیں رکھتی وہ تغیرات کی دنیا میں چکر کاٹتی ہے۔ اور ہر نظریئے کی ضد سے دوسرا نظریہ پیدا ہوتا ہے۔

2- یہ سلسلہ تخریب و تعمیر ایک مخفی قوت کی تحریک پر قائم ہے اور اس سے مقصد یہ ہے کہ وہ مخفی قوت اپنی ذات کی تکمیل کرے۔

3- کائنات میں مادہ کو کوئی اہمیت حاصل نہیں اس کی بنیاد تصورات پر قائم ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہیگل کے نظریہ کا کمیونزم یا مارکسزم سے کیا واسطہ ہے۔ عام فہم میں تو مارکسزم یا کمیونزم کو فقط روس کا معاشی نظام سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت نہیں یہ ایک فلسفے کا نام ہے جسے جغرافیائی سرحدوں میں قید نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال ہیگل نے کہا تھا کہ ایک تصور کی جنگ دوسرا تصور لے لیتا ہے اور یہ جنگ اضداد تصورات کی جنگ ہوتی ہے۔ ہیگل کے نزدیک انقلاب انسانوں کی تصوراتی (داخلی) دنیا میں رونما ہوتا ہے۔ لیکن مارکس کے نزدیک داخلی دنیا کا کوئی وجود ہی نہیں وہ کہتا ہے کہ یہ تمام انقلاب انسان کی خارجی دنیا میں رونما ہوتے ہیں اور انسانی تصورات ان ہی خارجی انقلابات کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ بہرحال مارکس کا تصور سرمایہ دارانہ نظام کی ضد ہے اور یہ ضد دراصل ہیگل کا فلسفہ حیات ہے۔

کمیونزم معاشی نظام کا نام نہیں یہ ایک پورا فلسفہ زندگی ہے جس کی بنیادوں پر اس معاشی نظام کی عمارت استوار ہوتی ہے اس لئے جب ہم اس پر گفتگو کرتے ہیں تو ہمارے سامنے پورا فلسفہ حیات ہونا

ضروری ہے. مارکس کے نظریہ کے مطابق کائنات کی بنیاد خالص مادہ پر ہے. مارکس کے فلسفہ کی رو سے انسانی فکر وتصور اس کی مادی دنیا کے تغیرات کے مطابق بدلتے ہیں. مادہ سے توانائی ازخود پیدا ہوتی ہے اور یہی ازخود پیدا شدہ توانائی کائنات میں حرکت کا موجب ہے.
اس جگہ ایک اور فلاسفر جو مادہ پر تحقیق کرتا رہا کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے اس کا نام ہیکل (HACKEL) ہے اس نے اپنی کتاب میں زندگی کے بارے میں دو اصول پیش کئے ہیں.
اول یہ کہ مادہ اور قوت غیر متبدل ہیں اور دوم یہ کہ کائنات میں عمل ارتقاء جاری ہے. مادہ سے ارتقائی طور پر زندگی اور شعور پیدا ہو جاتا ہے.
اس نظریہ کے متعلق ہم روزانہ یہ بات سنتے ہیں کہ یہ مادی دنیا ہے . اور لوگ مادیت پرست ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مادہ ازخود موجود ہوگیا اور پھر عمل ارتقاء سے اس میں زندگی - حرکت - ارادہ - شعور، سب کچھ پیدا ہوگیا. اس نظریہ میں کیونکہ خالق کا تصور موجود نہیں . اس لئے اس نظریہ کی مذھبی دنیا میں شدید تر مخالفت کی گئی کیونکہ مذہبی دنیا میں خالق کائنات کا تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے) اس نظریہ کے تحت ہیگل - مارکس اور ہیکل جیسے فلاسفروں کو دہریہ کہا جاتا ہے.
انہی فلاسفروں کے گروپ میں ایک نام ہیگل کے شاگرد (LUDWING FEUERBACH) کا ہے جو عیسایت کا دشمن تھا. اس نے اپنی کتاب (ESSENCE OF CHRISTANITY) میں

مذھب کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں لکھا ہے۔

"مذھب انسانی ذھن کی پیداوار ہے۔ انسان مذھب کی پیداوار نہیں۔ مذھب سے وہی انسان وابستہ رہ سکتا ہے جو یا ابھی تک اپنے مقام انسانیت سے بے خبر ہے یا جس نے اس مقام کو پاکر پھر سے اسے کھو دیا ہے۔ مذھب مظلوموں کی سسکیاں ایک پتھر کی دنیا کا قلب اور ان حالات کی روح ہے جن میں روحانیت کا نام نہیں۔

مذھب کے فنا میں حقیقی انسانی مسرت کا راز پنہاں ہے۔ اخلاقیات مذھب مابعد الطبیعات اور دیگر تمام تصورات سب کے سب حقیقی آزادی کے دشمن ہیں۔ ان کی کوئی تاریخ نہیں۔ تاریخ صرف مادی انسان کی ہے۔ اس کے علاوہ مادی دور میں جدید فلاسفر مارکس یہ کہتا ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں زندگی کی اصل بنیاد اس دور کا معاشی نظام ہوتا ہے جس پر مذہبی' اخلاقی' تمدنی اور معاشرتی عمارت قائم ہوتی ہے۔ جس دور میں جس قسم کا معاشی نظام ہوگا اس میں اسی قسم کی اخلاقی تمدنی اور معاشرتی عمارت قائم ہوتی ہے۔ لہذا اصل شے معاشی نظام ہے۔ تاریخ کے میدان میں کوئی جنگ تصورات کے اختلاف سے نہیں لڑی جاتی بلکہ معاشی نظام کے اختلاف سے لڑی جاتی ہے۔ جبکہ انسان کی اخلاقی اقدار (MORAL VALUES) معاشی نظام کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ ایک معاشی نظام ایک وقت تک کارفرما رہتا ہے اور پھر آفرینش دولت (*Methods of Product*) کے بدل جانے سے اس نظام کی بنیادیں متزلزل ہو

جاتی ہیں اس کے بعد ایک جدید نظام ظہور پذیر ہوجاتا ہے .اور اس جدید نظام معیشت کے ساتھ ہی سوسائٹی کی اقدار بدل جاتی ہیں .

1- کبھی معاشی نظام کی بنیاد غلامی پر تھی تو اس دور میں اطاعت فرمانبرداری - انکساری ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال آگے کردینا اخلاقی اقدار تھیں .

2- پھر اس کی جگہ جاگیرداری نظام نے لی تو شجاعت - غیرت - حمیت - فخرو تکبر نے اخلاق کی جگہ لے لی .

3- اب سرمایہ داری کا دور دورہ ہے تو جھوٹ - فریب - مصلحت کوشی - نفع بینی - خودغرضی ہی وہ اقدار ہیں جن کا بازار میں چلن ہے .

میکاؤلی کی طرح مارکس بھی یہی کہتا ہے کہ نیکی وہ ہے جو پیداوار میں فراوانی میں مدد دے اور برائی وہ ہے جو اس کی وسعتوں کی راہ میں حاصل ہو .

اس سے قبل کہ مارکسی فلسفہ کو آگے بڑھایا جائے اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ مارکس کون تھا .

مارکس 1818ء میں پیدا ہوا اور 1883ء میں وفات پائی . وہ اس وقت کے تمام ادب اور مذاہب جن میں یہودی - عیسائی مذھبی کتابوں سے اور قرآنی علوم سے واقف تھا جس وقت مارکس پیدا ہوا اس وقت کمیونسٹ سوسائٹیاں جرمنی - پیرس اور لندن میں موجود تھیں . مارکس نے یونیورسٹی سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اس وقت تک وہ اتنی شہرت پاچکا تھا کہ لندن کی کمیونسٹ

لیگ نے اسے اپنی کانگریس کے لئے ایک منشور لکھنے کی دعوت دی.
اس منشور کے 20 سال بعد کارل مارکس نے مشہور زمانہ کتاب
داس کیپٹال (یعنی سرمایہ) کی پہلی جلد شائع کی پھر اس نے اس کی
دوسری جلد لکھی اس کے علاوہ مادہ وغیرہ پر کئی مضامین لکھے۔ اس
کے فلسفہ اقتصادیات کی بنیاد یہ ہے کہ مزدور اپنی مشقت اور
کاریگری سے اشیاء پیدا کرتا ہے لیکن اس شے کو سرمایہ دار منافع پر
فروخت کرکے یہ منافع خود کھاجاتا ہے. اور یہ عمل ناانصافی ہے ؟
بہرحال مارکس کے زمانہ میں نئے نئے سائنسی انکشافات سامنے
آرہے تھے جسمیں مادہ خود اپنا خالق ہے. خود اپنے قوانین کا پابند
ہے کسی دوسرے کی ایما کا نہیں اس کے علاوہ دوسری طرف نئی نئی
فیکٹریاں قائم ہو رہی تھیں جہاں مضر صحت ماحول میں عورتیں بچے
پندرہ پندرہ گھنٹے یومیہ کام کرتے تھے. اور مزدوری اتنی قلیل ہوتی
تھی کہ ایک وقت کی روٹی بھی صحیح طریقہ سے نہیں پوری ہوتی تھی
. اس کے علاوہ اٹھارہویں صدی کے اخیر میں برطانیہ میں یہ سوال
پیدا ہوا کہ دیہاتی آبادی کو کس طرح مجبور کیا جائے کہ وہ شہروں
میں آ کر کارخانوں میں مزدوری کریں . اس سلسلہ میں
(MR. WILLIAM TOWNSEND) نے اپنی کتاب جو کہ
1785ء میں شائع ہوئی جس کا نام DISSERTATION
ON THE POOR LAWS

"بھوک کا کوڑا ایسا سخت ہے جو وحشی سے وحشی اور تند سے
تند جانور کو بھی رام کردیتا ہے. اس سے سرکش سے سرکش انسان

مطیع و فرمانبردار بن جاتا ہے۔ اس لئے اگر تم غریبوں سے کام لینا چاہتے ہو تو اس کا ذریعہ فقط ایک ہے یعنی بھوک۔ بھوک ہی وہ جذبہ محرکہ ہے جس سے غریب اور محتاج ہر قسم کا کام کرنے پر آمادہ ہوسکتے ہیں"

یہ وہ فضا ہے جس میں مارکس نے آنکھ کھولی اور اس وقت اخلاقی اقدار کی عمارت عیسائیت کی ان بنیادوں پر استوار تھی جن کی رو سے

"دنیا کی بادشاہت امیروں کے لئے تھی اور غریبوں کے حصے میں آسمان کی بادشاہت آتی ہے"

اس کے علاوہ اس وقت اس دور کے اہل علم اور دانشور یہ مسلسل لکھ رہے تھے کہ گزشتہ دوہزار سال میں غریبوں اور مظلوموں پر جس قدر انسانیت سوز مظالم ہوئے ان کی ذمہ دار عیسائیت کی تعلیم ہے۔ بہرحال مارکس کے فلسفہ کا ماحصل یہ ہے کہ

1- خدا کا تصور ذھن انسانی کا پیدا کردہ ہے۔

2- انسانی زندگی کا بنیادی مسئلہ معاش ہے۔

3- جب ایک معاشی نظام اپنے عروج کو پہنچ جاتا ہے تو اس کے اندر ایک دوسرا نظام پیدا ہو جاتا ہے جو اس نظام کہن کی ضد ہوتا ہے۔

4- ہر معاشی نظام میں طبقاتی کشمکش پیدا ہو جاتی ہے۔

5- معاشی نظام کے پیدا کردہ ماحول سے انسانی ذھن متاثر ہوتا ہے۔

6- معاشی نظام اور اس کے ساتھ ساتھ خارجی ماحول بدلنے والی چیزیں ہیں ۔ اسلئے افکار و تصورات اور اخلاق وعقائد کی دنیا میں کوئی مستقل قدر نہیں ۔ نیکی وہ جو دولت کی پیداوار میں فروانی کا موجب ہو اور برائی وہ جو اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے ۔

7- معاشی لحاظ سے ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق کام لیا جائے ۔ دوم ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق خرچ دیا جائے ۔ سوئم باقی روپیہ حکومت کے پاس رعایا کے وکیل (TRUSTEE) کی صورت میں جمع رہے ۔ ان کی بنیاد اس امر پر ہے کہ تمام انسانوں میں مساوات ہونی چاہیے کیونکہ اگر ہر شخص کام کرتا ہے تو ہر شخص مساوی بدلہ کا مستحق ہے ۔ اور کوئی شخص زائد دولت اپنے پاس رکھنے کا حقدار نہیں اور اگر کسی کے پاس زائد دولت ہو تو وہ اس سے لے لینی چاہیے ۔

اس نظام کی عملی تصویر روس میں نظر آتی ہے ۔ چنانچہ لینن نے 1917ء میں انقلاب روس کے بعد یہ نظام قائم کیا اور لینن 1924ء میں فوت ہوگیا ۔ اس کی جگہ شالن نے سنبھالی مارکس نے منشور اشتراکیت (COMMUNIST MANIFESTO) پیش تھا اس میں وہ لکھتا ہے کہ

"سرمایہ داروں نے جو ظلم وتشدد برپا کرر کھا ہے اس کا واحد علاج یہ ہے کہ دنیا سے جماعتی تفریق کو مٹا دیا جائے ۔ اور اس کا ازالہ یہ ہے کہ مزدوروں کی جماعت کا برسراقتدار آکر عالمگیر یکسانیت ومساوات پیدا کرنا ہے ۔ اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ دنیا

سے ذاتی ملکیت اور شخصی اور انفرادی حقوق کے خیال کو فنا کر
جائے۔ اور اس طرح جب مزدوروں کی جماعت کو تسلط حاصل
ہوجائے تو تدریجاً" سرمایہ داروں کے املاک وخزائن پر قبضہ کر
جائے۔ یہ مقاصد صرف اس طرح حاصل ہوسکتے ہیں کہ موجودہ نظام
کو مسلح قوت کے ذریعے تباہ کردیا جائے"۔)

ایک جگہ لینن نے لکھا ہے؛

"مذہب لوگوں کے لئے افیون ہے۔ اس لئے مارکس ازم کی
رو سے دنیا کے تمام مذاہب اور کلیسا سرمایہ داری کے آلہ کار ہیں"

لینن نے اپنی ایک تقریر میں جو نوجوانوں کے سامنے کی کہا
"ہم ان تمام اخلاقی حدود و شرائع کی مذمت کرتے ہیں جو
مافوق الفطرت عقیدہ کا نتیجہ ہوں"۔

اس سارے نظام کو لاگو کرنے کے لئے دنیا کی آنکھ نے کیا کچھ نہیں
دیکھا۔ جب شروع میں اشتراکیوں نے روس کے کاشتکاروں سے ان
کی زمینیں چھینیں تو انہوں نے سخت مقابلہ کیا اور لاکھوں افراد
گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ امریکہ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ
1917ء سے 1922ء تک لینن نے ایک کروڑ بیس لاکھ روسی قتل
کئے تھے (ریڈرز ڈائجسٹ اپریل 1954ء صفحہ 134)۔ اس کے بعد
سٹالن نے جو 1928ء میں لینن کے مرنے کے بعد برسراقتدار آیا
تھا اور 1953ء تک رہا کروڑ ڈیڑھ کروڑ کے درمیان انسان موت
کے گھاٹ اتار دیئے۔ (ریڈرز ڈائجسٹ اپریل 1954ء صفحہ 140)
یہ تھا کمیونزم نظام حیات کا مختصراً" خاکہ۔ آخرکار دسمبر 1991ء

خیری عشرہ میں قازقستان کے دارلحکومت الماتا مین روس کی گیارہ
یاستوں نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے جس کے نتیجے میں
یو۔ایس۔آر کا وجود باالاخر ختم ہوگیا اور معاہدے میں شامل تمام
یاستیں آزاد خودمختیار ممالک کی حیثیت سے ایک دولت مشترکہ
یں شامل ہو گئیں۔ 7

روس کا قیام 1917ء میں بالشویک انقلاب کے نتیجے میں عمل میں
آیا تھا۔ تاہم چوہتر 74 برس بعد روس سے کیمونسٹ اقتدار کا خاتمہ
کردیا گیا۔ کمیونزم ایک فلسفہ حیات کے طور پر مرچکا ہے۔ کارل
مارکس کا فلسفہ انسانیت کے لئے بے کار محض ثابت ہوا ہر ریاستی
سخت گیری انسان کی روح اور اس کے ضمیر کو کچلنے میں کامیاب
نہیں ہوسکی۔ انسان کا بنایا ہوا نظام انسان کی ضرورت کو پورا کرنے
میں ناکام رہا اس فلسفہ حیات میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ مادہ از
خود موجود ہوگیا ہے اور پھر عمل ارتقاء سے اس میں زندگی کی
حرکت - ارادہ - شعور سب کچھ پیدا ہوگیا۔ اس کے علاوہ انسان کی
اخلاقی اقدار معاشی نظام سے منسلک ہوتی ہیں۔ اس جگہ مارکسی
فلاسفروں سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ غریبوں اور مزدوروں کی حمایت
کیوں کرنی چاہیے وہ لامحالہ یہی کہے گا کہ یہ عقل کا تقاضا ہے۔ اور
اگر یہ عقل کا تقاضا ہے تو پھر کس کی عقل کا تقاضا ہے ؟ سرمایہ
داروں کی عقل کا تقاضا تو اس کے خلاف ہے۔ لہذا یہ معاملہ عقل
سے طے نہیں ہوسکتا اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ انسانی فرض ہے تو
سوال یہ ہے کہ یہ فرض ان پر کس نے عائد کیا ہے۔؟ ظاہر ہے یہ

فرض عائد کرنے والی قوت مزدوروں اور سرمایہ داروں اور انسانوں سے ماوراء ہے. اور ان سب سے ماوراء ہستی تو یقیناً" خدا کی ذات ہے تو پھر کمیونزم میں تو خدا کا تصور موجود نہیں اور جس نظام میں خالق کا تصور نہیں وہ ادھورا نظام ہے. یہ اور بات ہے وہ خالق انسانی ذہن میں سما سکتا ہے کہ نہیں انسانی ذہن تو ناقص ہے انسان اپنی کمزوری کو خدا کی ذات کے انکار کا ثبوت کیسے بنا سکتا ہے. عقل انسانی کی پہچان تو حواس خمسہ ہیں جبکہ یہ حواس تو کلیتاً ناقص ہیں. ان حواس کے تو اپنے مخصوص دائرے ہیں. خوشبو سونگھنے سے، رنگ دیکھنے سے، ذائقہ چکھنے سے، آواز سننے سے اور ٹھوس اشیاء چھونے سے محسوس کی جاتی ہیں ایک چیز دوسرے حواس سے محسوس نہیں کی جاسکتی. خوشبو چکھ کر، ذائقہ کو دیکھ کر اور آواز کو چھو کر محسوس نہیں کیا جاسکتا. تو کیوں کر ان ناقص حواس سے خدا کی ذات کو محسوس کیا جا سکتا ہے. انسان تو اپنی اس جسمانی آنکھ سے چند انچ موٹی اینٹوں کی دیوار سے دوسری سمت ہونے والی حرکات کا جائزہ نہیں لے سکتا تو پھر کیوں کر اس ناقص آنکھ سے خدا کو دیکھ سکتا ہے. یہ انسان تو اس دماغ سے یہ تک معلوم نہیں کرسکا کہ ماں کے پیٹ کے اندر زندگی کی ابتدائی شکل میں ایک چمک دار لوتھڑے کے اندر دل والی جگہ پر صرف سرخ نشان کے اندر یعنی (A.D. NODE) کے اندر ابتدائی طور پر حرکت کیسے پیدا ہوتی ہے.

مارکسی فلاسفروں سے سوال ہے کہ کیا ماں کے پیٹ میں چند ہفتوں

میں دل کے بننے سے قبل سرخ نشان (A.D.NODE) جہاں بعد میں انسانی دل بنتا ہے میں پیدا شدہ حرکت ارتقاء کی کون سی شکل ہے ؟
یہ وہ انسانی عقل کے ناقص زاویے ہیں .... یہ انسان کا ادھوراپن ہے. اپنے ادھورے پن کے نتیجہ میں مارکسی فلاسفر کیونکر مادہ کو ازخود پیدا شدہ شے تصور کرتے ہیں اور اس مادہ میں از خود کیونکر ارتقائی عمل کے نتیجے میں حرکت اور زندگی پیدا ہوتی ہے.
بہرحال اشتراکیت کی ناکامی میں ....خدا کی ذات کا انکار سرفہرست ہے . خدا کی ذات سے اخلاقی قدریں پیدا ہوتی ہیں اور اخلاقی قدریں ہی کسی نظام کو چلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں . میں یہ بات کامل اعتماد کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ ایک انٹرویو میں مشترکہ روس کے اخیری صدر نے یہ بات کہی تھی کہ "ہماری فیکٹریوں میں لاکھوں جوتے بے کار پڑے ہیں کہ یہ سارے جوتے غیرمعیاری ہیں کیونکہ مزدوروں نے لاپرواہی سے یہ جوتے بنائے تھے .... انسان کا خودساختہ معاشی نظام انسان کے اندر احساس ذمہ داری پیدا نہ کرسکا . احساس ذمہ داری بھی ایک جذبہ ہے . یہ بات بھی میں پورے اعتماد کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ انسان کے اندر خوبصورت جذبے اور احساس خدا کی ذات سے منسلک ہیں اور جو شخص خدا کی ذات پر کامل ایمان رکھتا ہے وہ کوئی برائی نہیں کرسکتا . برائی ہی تمام نظاموں کی ناکامی کا سبب بنتی ہے .

قرآنی نظام حیات کا اجمالی جائزہ

انسان کے ذمہ دارانہ وجود کا آغاز اختیار و علم کے عطا ہونے سے ہوتا ہے۔ قرآن انسان کے اختیار کو پہلے تسلیم کرتا ہے
انسان کو فطرت الہٰی پر پیدا کیا گیا ہے اور اس کا ماحول اُسے مختلف زاویوں سے زندگی گزارنے کی راہیں فراہم کرتا ہے۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے جس کی کئی شکلیں دنیا میں دیکھنے کو ملتی ہیں بظاہر مختلف دکھائی دیتی ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان کہ آدم سے لے کر آپؐ کی آمد تک جتنے سچے مذہبی معلم خدا کی طرف سے مقرر کیے گئے وہ ایک ہی دین لے کر آئے جس کا نام اسلام ہے۔ جس کے معنی امن اور خود کو مشیت الہٰی کے سپرد کر دینے کے ہیں اور اگر مذہب کی صحیح تصویر کو دیکھا جائے تو سب ہی مذہب انسان کی سلامتی کا درس دیتے ہیں تمام مذاہب کی ابتداء خدا کی ذات سے منسلک ہے اور خدا سے مراد کائنات کی تخلیقی اور حفاظتی مشیت وارادہ (رکھنے والی ہستی) کے علاوہ بنی نوع انسانی کو مرکزیت مہیا کرنے والا وجود ہے۔ انسان کے لئے دنیا میں دو راستے بنائے گئے ہیں ایک گناہ کا راستہ اور دوسرا نیکی کا راستہ۔ گناہ بغیر اس کے اور کچھ نہیں کہ کوئی اپنی ذات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دے اور نیکی بجز اس کے کچھ نہیں کہ اپنے ارادہ کو مشیت کلی کے سپرد کردے۔
قرآن نجات کی تمام اجارہ داریاں ختم کرنے کا اعلان یوں کرتا ہے

"کہ جولوگ پیغمبر اسلامؐ ایمان لائے ﷺ یہودی نصاریٰ اور صابی ہوں
اسلام کا قانون نجات یہ ہے کہ
جو بھی اللہ پر آخرت کے دن پر ایمان لایا اور نیک کام کئے وہ اپنے
ایمان اور عمل کا اجر اپنے پروردگار سے ضرور پائے گا (بقرہ 113)
تمام مذاہب کی طرح قرآن کے بھی ایمان واعتقادات کے لوازم
موجود ہیں لیکن قرآن اسے صرف بنیاد قرار نہیں دیتا مثلاً قرآن
حکم دیتا ہے
اور نماز ادا کرتے وقت اپنا رخ کعبہ کی طرف کرلو۔ مگر اندیشہ یہ ہے
کہیں اسی کو اصل نہ قرار دیا جائے۔
"اعلان کرتا ہے کہ یہ اصل نیکی نہیں کہ تم اپنا رخ مشرق ومغرب
کی طرف کرلیا کرو اللہ ہی کے لئے مشرق ومغرب ہیں تم جدھر بھی
اپنا رخ کرو گے اسے اپنے سامنے پاؤ گے (بقرہ 115)
قرآن زندگی کے تمام زاویوں کا احاطہ کرتے ہوئے ایک ایسی تہذیب
وتمدن کی داغ بیل ڈالتے ہوئے ایسے معاشرہ کی تشکیل کرتا ہے
جس میں ہر شخص دوسرے کے شر سے محفوظ رہے۔
قرآن آزادی ضمیر اور دیگر مذاہب کے احترام کی تعلیم دیتا ہے.
اسلام یہ کہتا ہے کہ بجز ذات حق کے ہر چیز فنا پذیر ہے (بقرہ 106)
یہ ذات حق مقصد حیات بھی ہے اور سرچشمہ حیات بھی یہی
نور انسان میں جوہر عقل بن کر نمودار ہوا اور جو بھی حکمت سے
سرفراز ہوا اس نے خیر کثیر پایا۔ خدا پر کامل یقین رکھنے والا گناہ کی
زندگی بسر نہیں کرسکتا. خدا کی صفت یہ ہے کہ اس کی ذات ہر

عیب اور گناہ سے پاک ہے. اور انسان وہ ہے جو اپنے حدود میں رہ کر صفات الٰہی کو اپنے اندر سمولے یعنی خدا ان صفات کو وہ عیب اور گناہ سے پاک ہے کو اپناتے ہوئے اپنے آپ کو عیب اور گناہ سے روک لے.

قرآن کا یہ دعویٰ ہے جو شخص کامل یقین کے ساتھ خدا کی ذات پر ایمان لاتے ہوئے ان کی صفات کو اپنا کر اس کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لے گا وہ نجات یافتہ ہے کیونکہ خدا کا رنگ دنیا کے بہترین رنگوں میں سے ہے. جبکہ باقی کے تمام مذاہب اس کے برعکس جزا اور سزا کا یہ تصور رکھتے ہیں کہ بجز ان کے مذاہب کے کوئی شخص بھی نہیں جو بخشا جائے گا لیکن قرآن کا اعلان یہ ہے یقیناً" وہ جو مومن ہیں اور وہ جو یہودی نصرانی یا صابی ہیں جو کوئی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور نیک اعمال کرتا ہے اس کو اپنے مالک کے پاس صلہ ملے گا. وہاں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (بقرہ 62)

دور حاضر میں لوگ سائنس کی عہد آفریں ترقیات کے سبب قرآن کے اساسات کو ماننے میں دشواری محسوس کرتے ہیں اور مذہب کے فوق الفطرت امور کو ماننے سے انکار کرتے ہیں دراصل ایسے عقلیت پسند مذہب کی بگڑی ہوئی شکلوں اور غیر مستند روایات کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں جہاں انسانی استحصال واضح نظر آتا ہے جہاں انسانی فکرو ضمیر پر پہرے لگائے گئے ہیں اور مذہب صرف اور صرف جبہ پوش خوف ناک پیشوایت کے ہاتھوں چلا گیا ہے. قرآن

خرق عادت ساحرانہ اعمال یا فوق الفطرت تعلیم کا نام نہیں بلکہ سراسر حکمت اور دانائی سے پر کتاب ہے۔ قرآن بارہا اس بات کا اعادہ کرتا ہے کہ وہ کیا چیز تھی جس کا لوگ پیغمبروں سے مطالبہ کیا کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم اس نازل شدہ کتاب کی صداقت پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم فرشتوں کو کتاب لے کر آسمان سے اترتا نہ دیکھ لیں۔ جب کبھی بھی لوگوں نے فوق الفطرت نشانیاں طلب کیں تو قرآن نے ان کی توجہ مظاہر فطرت کی طرف کرائی۔ اس کے علاوہ قرآن یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ خود تمھارے نفوس کے اندر نشانیاں ہیں تم کیوں غور نہیں کرتے۔ لیکن ہمارا روزمرہ کا تجزیہ صرف تین طبقات وجود مادہ - حیات اور نفس کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک عام آدمی بشمول سائنس دان کی عقل تو صرف مادہ کا احاطہ کرتی رہتی ہے اس کی عقل کو حیات اور نفس کا ادراک ممکن نہیں۔

مادہ کے حوالے سے سائنس اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ ہر جاندار تخلیق کے ابتدائی مراحل میں (A.D.NODE) جو دل کے درمیان چھوٹی سی جگہ ہے جہاں سب سے پہلے ایک خاص قسم کی کرنٹ نمودار ہوتی ہے جو پھر ساری عمر دل کو چلاتی ہے یہ کرنٹ کہاں سے پیدا ہوتی ہے؟ قرآن کی رو سے کل کائنات ایک عقل اور نظم کی عملداری ہے اور قرآن عقل ودانش کے استعمال کرنے کو کس حد تک جھنجھوڑتا رہتا ہے!

دیکھو یہ اللہ ہی کی کارفرمائی ہے کہ وہ بیج کے دانے اور گٹھلی کو شق

کردیتا ہے۔ وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور وہی مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے۔

وہی پروردگار حکیم خدا ہے پھر تم کدھر کو نکلے چلے جا رہے ہو۔

میکانی عمل ہو یا ڈارون کا ارتقائی فلسفہ ہو سکتا ہے صداقت پر مبنی ہو۔ ارتقائی عمل کے نتیجہ میں چٹانیں اور گڑھے بن سکتے ہیں دریا اپنی جگہ بدل سکتے ہیں لیکن اس برقی کرنٹ کا جو دل میں زندگی کی حرکت کو پیدا کرتا ہے ارتقاء سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ارتقاء آگے بڑھنے کے عمل کو کہتے ہیں لیکن دل میں برقی کرنٹ کا یہ عمل مسلسل صدیوں سے ایک جگہ اور ایک شکل میں کیوں رُکا ہوا ہے۔ ارتقائی عمل کے نتیجے میں اس کی شکل بھی بدلنی چاہیے تھی۔ اور پھر اس زندگی کے نتیجے میں انسانی جسم میں احساسات وجذبات کا سلسلہ جس میں پیار ومحبت جیسا غالب جذبہ جس پر کائنات کا وجود قائم ہے کیونکر ارتقائی عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ خدا کا انسان کے ساتھ اور ماں کا بچے کے ساتھ پیار ارتقائی عمل کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ مور کے پروں پر رنگوں کے خوبصورت نقوش از خود کیونکر یکجا ہو سکتے ہیں۔

بہرحال قرآن صرف معجزوں کا مجموعہ ہے اور نہ ہی صرف عبادات کی کتاب۔ یہ ایک پر حکمت کلام ہے۔ ہم قرآن میں فوق الفطرت کی تعلیم بطور احساس کہیں نہیں پاتے۔ قرآن میں حشرات سے لے کر ستاروں تک کے متعلق فکرونظر کی دعوت دی گئی ہے۔ قرآن تو اونٹ کی ترکیب اور اس کی اپنے ماحول کے ساتھ حیرت انگیز مطابقت پذیری کے فکر کی دعوت دیتا ہے۔ (غاشیہ 17)!

قرآن سائنس کا کیونکر مخالف ہو سکتا ہے ۔ قرآن میں عقل فطرت اور مشیت الٰہی میں کامل توازن موجود ہے ۔ دنیا تو اس امور سے پوری طرح واقف ہے کہ سائنسی اصول قانون کے تابع ہونے کے باوجود مختلف ادوار میں جدید مطالبہ سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں ۔
سورج کا زمین کے گرد گھومنا یا زمین کے سورج کے گرد گھومنے کے نظریہ میں کتنا تضاد موجود رہا ہے ۔ یہاں تک کہ اس نظریہ کی تبدیلی میں ایک عظیم ترین سائنس دان **گلیلیو** کو جان تک کی بازی لگانی پڑی لیکن آج کا چرچ اس سائنس دان سے متفق ہے ۔ ہمارا روزمرہ کا تجزیہ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ صرف تین طبقات وجود، مادہ حیات اور نفس کو ظاہر کرتا ہے اور یہی مذہب کی اساس میں شامل ہیں یعنی بارش سے قبل ہواؤں اور بوجھل بادل کا مردہ زمین کی طرف بھیجنا اور پھر ان سے پانی برسانا اور زمین سے ہر قسم کے پھل پیدا کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا قدرت الٰہی کے کرشمے ہیں (اعراف 57)
ہم نے زمین آسمان کو کھیل تماشا کے طور پر پیدا نہیں کیا۔
لفظ رب جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے پالنے والے قائم رکھنے والے اور محبت کے ساتھ پرورش کرنے والے اوصاف کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔
سائنس نے جرثومہ سے لے کر انسان تک مختلف شکلیں اختیار کرنے کے عمل کو اندھی قوتوں کے کرشموں کے طور پر پیش کیا ہے ۔ اور سائنس کی رو سے یہ سب بے مقصد ہے لیکن قرآن کی رو سے ہر زندگی غایتی ہے اور ہر غایت کے پیچھے خدا کی ذات کارفرما

ہے جس کی حکمت عملی آسمانوں سے ثابت اور سیاروں کے نظام سے ہویدا ہے۔ خدا جس کی قوتیں لامحدود ہیں لیکن جو ہر چیز کو ایک مقررہ مقدار سے ظاہر کرتا ہے تاکہ وہ برقرار رہے اور اپنے خطرے کے مقررہ دور میں رہ کر منزل مقصود کی طرف ترقی کرے ایک بے جان مادہ سے حیات کی روئیدگی کو قرآن میں متعدد مقامات پر ایک زبردست اعجاز خدا کی ہستی کی دلیل اور حیات جاوداں کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ زندگی کی حفاظت کرتا ہے۔ سوائے سزا کے طور پر کسی طرح زندگی کو آگ سے ختم کرنے کا تصور خدا کی ذات سے منسلک کرنا ایک بے عقلی کی بات ہے۔ جیسے ماں اپنے بچے کو دھکتی ہوئی آگ میں جھونک نہیں سکتی اس طرح خدا انسان کو آگ میں ڈال نہیں سکتا کیونکہ خدا کی محبت اپنی مخلوقات کے ساتھ ماں کی محبت سے بے انتہا زیادہ ہے۔

قرآن کی رو سے مذھب کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب خود لفظ اسلام سے ہمارے لئے آسان ہوجاتا ہے۔ اسلام کے معانی امن اور تسلیم کے ہیں۔ زندگی کا مقصد بہتر زندگی بسر کرنا ہے یہ الفاظ دیگر فلاح و بہبود عبادات منطقی طور پر خدا کے تصور سے پیدا ہوتی ہے۔ عبادت کی اولین غرض انسان کے اخلاق و عادات اور روحانی کیفیت کو تقویت پہنچانا ہے۔ اگر نماز ٹھیک طریقے سے ادا کی جائے تو وہ انسان کو برے خیالات اور برے کاموں سے بچاتی ہے اور ہر برا کام دوسرے شخص کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اور خدا ہر شخص کو دوسرے شخص کے شر سے بچانا چاہتا ہے۔ روحانی طور پر

ترقی یافتہ شخص ہمیشہ اس بات کو مانتا ہے کہ عبادات بھی علم کا ایک ذریعہ ہے . اور علم انسان کو ترقی کی راہوں میں آگے بڑھاتا ہے . علم سے ایجادات کی راہیں کھلتی ہیں اور انسان ایک نئ خوبصورت منزل کی طرف بڑھتا ہے .
آیئے اب یہاں دنیا کے خوبصورت ترین اقتصادی نظام کا ذکر کرتے ہیں

دنیا کا خوبصورت اقتصادی نظام
قرآن کا اقتصادی نظام

انسان کا مقصد حیات :- دنیا میں انسانیت کے مقصد حیات کا ذکر کرتے ہوئے جہاں قرآن عبادات وغیرہ کا ذکر کرتا ہے وہاں انسان کی موجودہ زندگی کو خوبصورت بنانے کی دعوت بھی دیتا ہے . اس کے لئے جدوجہد کے ساتھ انسان کو یہ دعا بھی سکھاتا ہے.

"اے میرے رب ہمیں دنیا اور آخرت کی زندگی میں خوشحالی عطا فرما(بقرہ 201)

یہ بھی سچ ہے کہ انسان روٹی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ بھی سچ ہے کہ انسان آخرت کے اجروثواب کے وعدوں پر مطمئن رہنے کے لئے آمادہ نہیں. اس لئے قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ

"اپنی معاشی زندگی کی تنظیم اس طرح کرو کہ دولت چند مال داروں کے درمیان گھومتی نہ رہے (الحشر7)

مارکسی نظریات کی ابتداء بھی اسی مقام سے ہوئی تھی کہ دولت چند ہاتھوں میں جمع ہوگئی تھی لیکن قرآن چودہ سو سال قبل دولت کو چند ہاتھوں میں جانے سے روکنے کا حکم دے رہا ہے لیکن قرآنی علم سے بے خبر لوگ قرآن پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن میں معاشی فلسفہ کا ذکر نہیں۔

قرآن کی معاشی حدود:-

1- ہم تمہیں بھی اور تمہاری اولاد کو رزق دیتے ہیں (بقرہ 255)

2- اس میں (زمین) رہنے والوں کے کھانے پینے کے لئے ہر چیز کو اندازہ کے مطابق بنا دیا ہے (حم السجدہ 10)

3- کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو (الاعراف 31)

4- سچے مومن کے لئے مدارج بخشش کا سامان اور معزز رزق ہے (الانفال 4)

5- زمین پر تمہارے لئے جائے رہائش اور سامان معیشت مقدر ہے (بقرہ 37)

6- زمین پر کوئی چلنے والا ایسا نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری خدا پر نہ ہو (ہود 7)

7- تم جہاں سے چاہو سیر ہو کر کھاؤ (بقرہ 35)

8- اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کے رزق کا انتظام اللہ کے ذمہ نہ ہو (ھود 6)

9- زمین میں انسان کے لئے معاش کا سامان رکھ دیا گیا ہے جو تمام سائلین کے لئے برابر ہے (حمہ السجد 10)

انسان معاشی مساوات سے خوف زدہ کیوں ہے ؟

بعض انسان بعض انسانوں سے رزق میں افضل ہوجاتے ہیں . مثلاً" ناجائز ذرائع سے یا اپنی جسمانی اور ذہنی استدعا کی اعلیٰ صلاحیتوں کی بنا پر جو معاشرتی ناانصافی کی وجہ سے بعض انسانوں میں پیدا ہوجاتی ہیں .

جبکہ قرآنی فلسفہ یہ ہے

"لیس الانسان الا ماسعی"

ترجمہ انسان کے لئے اتنا ہے جتنا وہ محنت کرتا ہے (محنت کے بغیر ہر قسم کی کمائی ناجائز ہے)

ایسے لوگ جو معاشی اعتبار سے افضل ہوجانے کے بعد اپنی فاضل دولت کو لوگوں میں تقسیم نہیں کرتے قرآن ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل وجوہات بیان کرتا ہے .

پہلی وجہ

ترجمہ "اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض سے رزق میں بڑھایا ہوا ہے اور جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا فاضل رزق ان لوگوں کی طرف نہیں لوٹاتے جو ان کے ماتحت کام کرتے ہیں اس خوف سے کہ وہ ان کے برابر نہ ہوجائیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اللہ کی عطاکردہ نعمت کا عملاً" انکار کرتے ہیں (النحل/7

آج پاکستان میں جاگیردارانہ ذہنیت کی سوچ بھی یہی ہے کہ وہ اپنے علاقوں میں سڑکیں - اور سکول اس لئے نہیں کھولنے دیتے کہ شاید علم حاصل کرنے کے بعد غریب لوگ فاضل دولت کو تقسیم کرنے کی جدوجہد نہ شروع کردیں.

دوسری وجہ

ترجمہ "(وہ) مال کو جمع کرتا ہے اور گنتا رہتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ (زندہ) رکھے گا. (الھمز3)

تیسری وجہ

ترجمہ "تم کو ایکدوسرے سے بڑھنے کی خواہش نے غفلت میں ڈال دیا ہے یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچو گے (التکاثر 2-3)

قرآن کا معاشی فلسفہ نمبر1

قرآن نے اپنے اخلاقی اور معاشی نظام کے لئے ایک خوبصورت لائحہ عمل مرتب کیا ہے. یہ خوبصورت نظام عدل اور احسان پر مبنی ہے.

ترجمہ "بے شک اللہ عدل کرنے اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے اور تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو" (النحل 90)

اس جگہ مندرجہ بالا آیت کی وضاحت کے لفظ عدل اور احسان کی

مختصر تشریح پیش کی جاتی ہے۔

عدل : لفظی معنی برابر کرنا - متوازن کرنا - تیر سیدھا کرنا - کسی چیز کی اس طرح تقسیم کرنا کہ کسی فریق کو بھی ذرہ برابر کم یا زیادہ نہ ملے۔ اصطلاح میں عدل کے معنی انصاف اور اردو زبان میں یہ لفظ انصاف کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

احسان : کسی کے ساتھ بھلائی کرنا - احسان لفظ حسن سے نکلا ہے اس کے معنی خوبصورت کرنا اور حسین بنانا کے ہیں۔ اسلامی اخلاق میں احسان کے معنی دوسرں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جو اس کے لئے فائدہ مند ہو۔ احسان کا مقام اس قدر وسیع ہے کہ اس میں نیک برتاوَ - باہمی رعایت عفودرگزر - رواداری اور فیاضی وغیرہ جیسے خوبصورت جذبے پوشیدہ ہیں۔ احسان کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جس کے ساتھ احسان کیا جائے تو اس کو جتلایا نہ جائے۔

عدل اور احسان کے خوبصورت نظام کے تحت پہلے درجے پر معاشی نقطہ نگاہ سے پیداواری ذرائع (زمین وغیرہ) عدل کے نظام کے تحت برابر تقسیم کئے جائیں اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص قرآن کے قانون محنت کے تحت پھر بھی معاشی دوڑ میں پیچھے رہ جاتا ہے تو بھی احسان کے نظام کے تحت معاشی دوڑ کے اندر لانے کے لئے اس کی مدد کی جائے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ایسی سوسائٹی جہاں دولت چند ہاتھوں میں جمع ہوجاتی ہے وہ معاشرے پھر تاریخ میں عبرت کے مقام کے طور پر یاد رکھے جاتے ہیں۔ خدا ہمیں اس عذاب سے بچائے (آمین)

فاضل دولت کے متعلق قرآن کا اصول

فاضل دولت کی تقسیم کے لئے خدا کا حکم ان الفاظ میں آیا ہے.
(1) ترجمہ "(مومن وہ ہیں) وہ خدا کے عطا کردہ رزق کو اس کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں (البقرہ 3)
(2) ترجمہ "وہ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا دیں - کہہ دو سب جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے (بقرہ 219)

قرآن کا معاشی فلسفہ نمبر2
اقیمو الصلواۃ و اتوالزکوۃ

" صلوۃ قائم کرو اور زکوۃ دو " اب دیکھنا یہ ہے کہ واقع یہ حکم جو قرآن مجید میں 700 سو مرتبہ آیا ہے اس کا مطلب صرف نماز ہے جو مسجدوں میں ادا کی جاتی ہے اور اگر اس کے معنی یہی ہیں تو روزانہ پانچ وقت نماز اور اڑھائی فیصد زکوۃ کی تقسیم تو معاشرہ میں انقلاب پیدا نہ کرسکی. اور باوجود خدا کے رازق ہونے کے کروڑوں انسانوں کو ذلت کی روٹی نصیب ہے یعنی بنیادی ضرورت نہ ہونے کے برابر ہے میرے مشاہدے میں سینکڑوں لوگ ہیں جن کے گھروں میں معیاری سالن ہفتوں نہیں پکتا. ایسا نظام یا حکم جس پر عمل کرکے معاشرہ میں تبدیلی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو یقین سمجھیں

کہ اس حکم یا نظام پر غلط عمل ہو رہا ہے.
آیئے اب یہاں قرآن کے اس نظام کو وسیع بنیادوں پر سمجھنے کی کوشش کریں اس سے قبل کہ بات آگے بڑھائی جائے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے لغوی معنی تلاش کیے جائیں.
صلوٰۃ ...... لغوی معنی - رخ کرنا - بڑھنا - قریب ہونا۔
(بحوالہ تفہیم اسلامیات برائے پوسٹ گریجویٹ کلاسز)
(قریشی برادرز پبلشرز لاہور صفحہ 238)
اس کے علاوہ عملی طور پر مساوات - برابری - جھکنے والوں کے ساتھ جھکنے کے معنی میں آتا ہے.
زکوٰۃ ...... نشوونما (بحوالہ تفہیم اسلامیات صفحہ نمبر252)
آیئے اب ان دو الفاظوں کو مندرجہ بالا لغوی معنوں کی روشنی میں سوچنے کی کوششیں کریں اور دیکھیں کہ اقتصادی نظام کی کیسی تصویر سامنے آتی ہے.
اب **اقیموالصلوٰۃ واتوالزکوۃ**: کے معنی یوں کریں اور غور فرمائیں کہ انقلاب پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں. مساوات کا ایسا نظام قائم کیا جائے جسمیں ہر شخص کی نشوونما ہو سکے. یہاں روحانی اور جسمانی دونوں صورتوں میں نشوونما کا ذکر ہے.

کیا صلوٰۃ کے معنی نماز ہیں؟

اس جگہ اس بات کا مختصراً جائزہ لیا جائے گا کہ واقع صلوٰۃ کے معنی وہی نماز ہے جو مسجد میں ادا کی جاتی ہے.

(1) سورۃ نور میں کائنات کی مختلف اشیاء کے اجمالی اور پرندوں کے خصوصی ذکر کے بعد کہا گیا ہے۔

ترجمہ "ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی صلوٰۃ اور تسبیح کو جانتا ہے" (نور 41/42)

ظاہر ہے کہ یہاں صلوٰۃ کے معنی وہ نماز نہیں جو مساجد میں ادا کی جاتی ہے کیوں کہ پرندے کبھی بھی مسجد میں نماز ادا کرنے نہیں آتے بلکہ اس جگہ صلوٰۃ اور تسبیح کو نظام اور جدوجہد کے معنی میں لیا گیا ہے۔ کیوں کہ پرندے نہ تو مولوی صاحب سے درس میں پڑھتے ہیں اور نہ ہی کسی صادق پبلک سکول یا ایچی سن کالج میں اور نہ ہی مری کے کسی سکول کے طالب علم ہوتے ہیں۔ وہ فطرتاً" اپنے نظام حیات سے واقف ہوتے ہیں اور اس جگہ صلوٰۃ اور تسبیح کو نظام اور جدوجہد کے معنی میں لیا گیا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے۔

ترجمہ "(قوم کہہ رہی ہے) اے شعیب کیا تیری صلوٰۃ تمہیں اس کا حکم دیتی ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں جن کی محکومیت ہماری آباء اختیار کرتے چلے آئے ہیں یا ہم اپنے مال و دولت کو اپنی مرضی کے مطابق صرف نہ کریں۔ اب یہاں غور فرمائیں۔ صلوٰۃ نماز کے معنی میں نہیں بلکہ نظام یا دین کے معنی میں رہا ہے۔

صلوٰۃ بمعنی نماز:-

جیسے فوج میں ہر سپاہی کو روزانہ پریڈ کروائی جاتی ہے اور یہ

عمل ایک سپاہی کی ساری ملازمت میں جاری رہتا ہے۔ اس عمل کو دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سپاہی کا مقصد ملازمت صرف پریڈ کرنا ہے۔ پریڈ تیاری ہے جنگ کی جو سپاہی کی زندگی میں کبھی بھی ہوسکتی ہے۔ معلوم یہ ہوا ہے کہ سپاہی کا مقصد ملازمت جنگ کرنا ہے نہ کہ پریڈ اور اس طرح نماز ہر مسلمان پر 5 مرتبہ فرض کی گئی ہے جس میں عملی برابری کا مظاہرہ نظر آتا ہے۔ جو ہم روزانہ مساجد میں دیکھتے ہیں اب کیا صرف یہی سمجھ لینا کافی ہے کہ یہی کچھ انسان کا مقصد حیات ہے قطاً ایسا نہیں۔ اگر مسجد میں ہی عملی برابری کا نمونہ کافی تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں فرماتے ہیں -

رجعلت فی الارض مسجداً وطهورا

خدا کی وسیع زمین کا ہر حصہ ہماری مسجد ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ جو نظارہ عملی طور پر مسجد میں برابر کا ہمیں نظر آتا ہے وہ پوری روئے زمین پر ہونا چاہیے۔ اب معلوم ہوا کہ مسجد کی چاردیواری میں نماز ہی مقصد حیات نہیں پوری زمین پر مساوات انسانی کا عملی نمونہ اصل انسان کا مقصد حیات ہے اور مسجد کی نماز عملی مساوات کی تیاری ہے۔

معاشی فلسفہ نمبر 2 کا عملی نتیجہ:-

"یہ نظام صلوٰۃ تمہیں فحش اور منکر ہونے سے روکتا ہے
(لعنبکوت 45)

مندرجہ بالا قرآنی آیت کے دو الفاظ فحش اور منکر کے معنی غور طلب ہیں. فحش کے معنی حد سے تجاوز کرنا اور بخل کرنے کے ہیں.
قرآن مجید میں آیا ہے.
ترجمہ "شیطان تمھارے دل میں تنگ دستی کا خوف پیدا کرکے بخل کی تعلیم دیتا ہے (بقرہ 268)
مندرجہ بالا ترجمہ میں فحش کے معنی بخل کے ہیں یعنی دولت جمع کرکے اپنی ذات تک سمیٹ رکھنا. دوسرا لفظ منکر ہے جس کا مادہ نکر ہے جس کے معنی قریب کار کے ہیں اب العنکبوت کی آیت 45 "کہ صلوٰۃ تمہیں فحش اور منکر سے روکتی ہے" کے اصل معنی یہ ہوئے کہ صلوٰۃ کا نظام تمھیں دولت کو قریب کاری سے سمیٹ کر رکھنے کی اجازت نہیں دیتا.

ایک ضروری وضاحت

صلوٰۃ . بمعنی نماز

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ قرآن ...... علم غیب - عبادات اور معاملات پر مشتمل ایک ایسی کتاب جس میں کوئی شک نہیں. قرآنی عبادات کا انسانی اخلاق کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور یہی عبادات شخصیت کی تعمیر کرتی ہیں. اگرچہ ہم بنیادی طور پر عبادات کے تعلق سوچتے ہیں کہ یہ بندے اور خدا کے تعلق کا راستہ ہیں. اگرچہ یہ فلسفہ صحیح ہے لیکن بغور دیکھا جائے تو عبادات کا اصل

تعلق معاملات سے جڑا ہوا ہے .اس جگہ نماز کے متعلق ہی بحث مقصود ہے . نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے جس نے اس کو قائم رکھا دین کو قائم رکھا . اللہ تعالیٰ کا بندوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ اگر تم نماز قائم کرتے رہو گے میں تمھارے ساتھ ہوں گا (المائد12).
ایک جگہ اور آیا ہے کہ "نہ وہ ایمان لایا اور نہ اس نے نماز پڑھی بلکہ حق کو جھٹلایا (القیمہ 32-31)
نماز کے نتیجہ کے بارے میں قرآن فرماتا ہے کہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے (العنبکوت 45). اس آیت کو پہلے بھی زیر بحث لایا گیا ہے یہاں اس آیت کو بے حیائی اور برائی کے معنی میں غور کرکے دیکھ لیتے ہیں. نماز برائی سے روکتی ہے .... اب ہم دیکھتے ہیں کہ برائی کیا ہوتی ہے .... برائی سے مراد ایسا کام ہے جس کے اثرات انسانی جسم کے علاوہ معاشرہ پر اس رنگ میں مرتب ہوں کہ انسانی جسم کے ساتھ معاشرہ بھی مسخ ہونا شروع ہوجائے . آخرکار نتیجہ کے طور پر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوجائے اس جگہ برائی کی چند اقسام کا ذکر کیا جارہا ہے . نفاق (لڑائی جھگڑا) - ریا - تکبر - خودپسندی - غرور - بخل - بزدلی - عیب جوئی - جھوٹ - چغل خوری - غیبت - اسراف - جہالت - نادانی - ناشکری - حسد - ظلم - بدعہدی - خیانت - خودغرضی - سنگدلی - تنگ نظری - تعصب - کم ظرفی - کج خلقی - بے وفائی - کام چوری - ملاوٹ - ذخیرہ اندوزی - ناجائزمنافع خوری - انتشار - بدنظمی - بے ضابطگی - کام چوری - ناانصافی - بدخواہی - سستی - چوری - ڈکیتی نماز کی ادائیگی سے یہ سب برائیاں ختم ہوجاتی ہیں

اور جب یہ برائیاں ختم ہوجاتی ہیں تو انسان کے اندر اور معاشرہ میں اچھائیوں کے اثرات مرتب ہونے شروع ہوجاتے ہیں اور معاشرہ اچھائیوں سے بھرجاتا ہے. اور مندرجہ ذیل اچھائیاں معاشرے میں واضح طور پر نظر آتی ہیں صلح جوئی - صبر تحمل - بہادری - مہمان نوازی - خدا ترسی - سچائی - امانت داری - انصاف پسندی - نیک نیتی - محنت - عقل مندی - شکرگزاری - وفاداری - عجزوانکساری - شائستگی - ملنساری - فرض شناسی - وفاشعاری - مستعدی - احساس ذمہ داری - بردباری - تیمارداری - رستگاری - رحم - فیاضی - فراغ دلی - نظم ضبط - تعاون - امدادباہمی - خیرخواہی - مساوات - ہمدردی ....

اب غور فرمائیں نماز کا فلسفہ یہ ہے کہ وہ برائیوں سے روکتی ہے. اگر ہم نماز پڑھیں گے تو برائیاں ختم ہوں گی اور انسان کے اندر اچھائیاں پیدا ہوں گی اور انسان کی ان اچھائیوں کے اثرات معاشرہ پر مرتب ہوں گے. بہرحال نماز معاملات کی پاکیزگی کا راستہ ہے اس لئے پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر کے لئے اس نماز کی ادائیگی جو مسجد میں یا گھرمیں ہم پڑھتے ہیں بہت ضروری ہے. جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ نماز نظام صلوٰۃ کا حصہ ہے اور یہ نماز ایسے معاشرہ کی تعمیر کے لئے جس میں مساوات ہو اس کی عملی تیاری اور یاد ھانی کے کیلئے ضروری ہے. اس کے علاوہ نماز انسان اور خدا کے درمیان رابطہ کا کام دیتی ہے. اب اس جگہ پاکستانی سوسائٹی میں ادا کی جانے والی نمازوں کا بھی جائزہ لے لیتے ہیں. پاکستان میں خدا کے فضل سے نمازیوں کی تعداد کافی ہے. لیکن معاشرہ پر ان کے اثرات

مرتب نہیں ہو رہے اور معاشرہ میں امن - بھائی چارہ - صلح جوئی - سچائی - انصاف پسندی - شائستگی - احساس ذمہ داری - فیاضی - فراغ دلی - نظم وضبط - قانون کا احترام - مساوات - عدل وانصاف - عجزوانکساری جیسے جذبے نہ ہونے کے برابر ہیں اور معاشرہ میں کرپشن انتہا کو پہنچ چکی ہے۔

معاشرہ کے خدوخال دیکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے جیسے کہ ہم نمازیں پڑھتے نہیں ہیں یا ہماری نمازیں قبول نہیں ہو رہیں اور خدا ہم سے ناراض ہے۔ غور فرمائیں جس معاشرہ پر خدا ناراض ہو اس کا انجام کیا ہوگا۔بہرحال ہم مندرجہ ذیل امور میں قانون خداوندی کی بغاوت کرتے ہیں

(1) خدا کی زمین پر اکڑ کر چلتے ہیں اور فساد کرتے ہیں۔
(2) ہمارے معاشرہ میں دولت چند ہاتھوں میں گردش کر رہی ہے۔
(3) عجزوانکساری ہمارے مزاج کا حصہ نہیں ہے۔
(4) انسانوں کا ناحق خون کرتے ہیں۔
(5) خدا کے علاوہ اور خدا کے ساتھ - لوگوں کو شریک کرتے ہیں۔
(6) قرآنی تعلیم سے ناواقف ہیں۔
(7) مذہبی معاملات میں جبروتشدد سے کام لیتے ہیں۔

معاشی فلسفہ نمبر ۱۱

جو لوگ (مال) سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ (التوبہ 34)
قرآن مال جمع کرنے کو ناپسند کرتا ہے. بعض لوگ قانون وراثت سے مال جمع کرنے کی تاویلیں کرتے ہیں، لیکن اگر غور فرمائیں تومعلوم ہو گا کہ قانون وراثت مال جمع کرنے کا نہیں مال کو تقسیم کرنے کا قانون ہے. قرآن میں یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ "تم بہت دولت چھوڑ کرمرو تاکہ وہ تمھارے وارثوں میں خوب تقسیم ہوسکے". یہ حقیقت ہے کہ کوئی شخص سامان ضروریات سے محروم نہیں کیا جاسکتا اور اسلامی معاشرہ میں ننگا نہیں مرسکتا اسلئے وہ کچھ نہ کچھ چھوڑ کر ہی اس دنیا سے رخصت ہوگا. چنانچہ وراثت کا سامان صرف وہ ہے جو مرنے والے کی ضروریات کا سامان ہو یا اس کی تجارت کا سامان ہو. قرآن نے مال جمع کرنے کے متعلق واضح ہدایت دی ہے کہ مال جمع کرنے والے پر ہلاکیت ہے اور ساتھ ہی ایسے نظام اقتصادیات کا حکم دیا ہے کہ اپنی اقتصادیات کے اصول اس طریقہ سے استوار کرو کہ
"دولت صرف دولتمندوں میں نہ گردش کرتی رہے" (الحشر 7)
ان دو واضح ہدایات کی موجودگی اس بات کی تاویل کرنا کہ قانون وارث مال جمع کرنے کا حکم دیتا ہے سراسر قرآن کے ساتھ ناانصافی ہے. قانون وراثت کا مقصد دولت وجائیداد وملکیت کو بتدریج ختم

کرنا ہے نہ کہ اس کو قائم رکھنا...

ایک غلطی کا ازالہ

قرآن مجید میں چند جگہ پر عزت ذلت اور رزق کی کمی بیشی کا تذکرہ موجود ہے کہ اللہ ہی ہے جو عزت ذلت اور رزق کی تقسیم کرتا ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم دیتا ہے. ان آیات کو غور سے دیکھیں اور سیاق وسباق کے حوالہ سے مطالعہ کرنے کی کوشش کریں تو نقشہ کچھ یوں ابھرتا ہے.

نزول قرآن سے قبل دنیا میں خداوندوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی صرف خانہ کعبہ میں 365 بت رکھے ہوئے تھے. ان کے علاوہ گھر اور ہر قبیلہ کا ایک بت تھا. لوگ بتوں کو کائنات کا خالق اور رازق سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہی بت ہمیں رزق دیتے ہیں. قرآن نے ان بتوں اور ذہن انسانی کے خودتراشیدہ خدا کے تصور کے مقابلے میں استدلال کا یہ طریقہ اختیار کیا اور لوگوں کو بتایا کہ ایک اللہ ہے جو خالق کائنات ہے جو بہترین رزق دینے والا ہے اور فرمایا کہ وہ جسے چاہتا ہے رزق کی وسعت عطا کرتا اور جسے چاہتا ہے اس کے رزق میں کمی کرتا ہے. اس سے قبل زمانہ جہالت میں تقسیم کا یہ تصور تھا کہ بت ہی خوش ہوکر زیادہ رزق دیتے ہیں اور ناراض ہوکر کم رزق دیتے ہیں. اس وقت تقسیم رزق کا تصور بت کی خوشی اور ناراضگی پر منحصر تھا لیکن قرآن کا خدا رزق کی تقسیم میں خوش یا

ناراضگی کا قانون نہیں اپناتا۔ قرآن کے خدا کی تقسیم کا قانون قانون محنت ہے جو جتنی محنت کرتا ہے اسے اتنا رزق دیتا ہے۔ بقول حضرت علامہ محمد اقبال

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

اگر رزق کی تقسیم کا دارومدار خوشی اور ناراضگی پر منحصر ہوتا تو خدا کی ناراضگی تو مشرک لوگوں پر واضح ہے لیکن مشرک لوگ قانون محنت کے تحت عمل کرکے رزق میں وسعت حاصل کررہے ہیں۔

اس کے علاوہ جہاں بے شمار دینے کا ذکر ہے تو وہاں ہم دیکھتے ہیں خدا کی تقسیم بے شمار ہے۔ خدا کا فضل بے شمار ہے۔ بارش کے قطرے بے شمار ہیں۔ زمین کی پیداواری صلاحیت بے شمار ہے۔ پانی کی مقدار بے شمار ہے۔ فصلوں کے بیج بے شمار ہیں۔ عجائبات قدرت بے شمار ہیں۔ ذھن انسانی کی وسعتیں بے شمار ہیں۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ انسان محنت کرکے قانون قدرت کی پیروی کرکے رزق میں وسعت پیدا کرسکتا ہے۔ 20 ایکڑ ایک جیسی زمین کو دس۔ دس ایکڑ میں تقسیم کردیں ایک دس ایکڑ ہندو کو دے دیں، ایک دس ایکڑ مسلمان کو دے دیں۔ ان دو میں جو بھی قانون قدرت کے تحت کاشت کرے گا پیداوار میں وسعت کرے گا اور جو قانون قدرت کے خلاف کاشت کرے گا پیداوار میں کمی کرے گا۔ پیداوار کی وسعت قانون محنت کے تابع ہے ناکہ خوشی ناراضگی کے تحت۔

بہرحال رائج الوقت تشریح غریب کو معاشی دوڑ سے نکالنے کی استحصالی طبقہ کی کوشش ہے آیئے تقسیم رزق کو ایک مثال سے

سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں.
آپ ایک فیکٹری کے مالک کے ساتھ ایک ایسی فیکٹری میں داخل ہوتے ہیں جہاں کھلونے بن رہے ہیں. کچھ مزدور کھلونوں کے کچھ حصے جوڑ کر کھلونا بنا رہے ہیں. آپ ایک مزدور سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو روزانہ کتنے پیسے ملتے ہیں وہ کہتا ہے =/150 روپے روزانہ . آپ پھر ایک اور مزدور سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو کتنے پیسے ملتے ہیں وہ کہتا ہے =/100 روپے روزانہ. جبکہ وہ دونوں ایک جیسا کام کررہے ہیں. ایک بار پھر آپ ان سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کو یہ معاوضہ کون دیتا ہے. ساتھ کھڑا ہوا مالک کہتا ہے "میں یہ معاوضہ ان کو دیتا ہوں" آپ پوچھتے ہیں کہ جناب مالک صاحب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک جیسے کام کرنے والے دومزدوروں کو علیحدہ علیحدہ معاوضہ دیتے ہیں. مالک یہ جواب دیتا ہے کہ جناب 150 روپ معاوضہ لینے والا مزدور روزانہ 200 کھلونے بناتا ہے اور 100 روپے معاوضہ لینے والا روزانہ 150 کھلونے بناتا ہے معاوضہ میں یہ تضاد محنت کی وجہ سے ہے.

معاشی فلسفہ نمبر4

سورہ ماعون میں قرآن کے خوبصورت اقتصادی فلسفے کا ذکر موجود ہے ۔ذیل میں اس سورہ کا ترجمہ پیش کر کے چند امور کی مختصرا وضاحت کی جائے گی اگرچہ قرآنی آیات کی وضاحت کی ضرورت تو نہیں

لیکن پاکستانی معاشرہ کے نظام کو دیکھتے ہوئے وضاحت کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے - اس سورہ میں غاصبانہ اقتصادی نظام کی بات کی جا رہی ہے اور ایسے نظام کے بارے میں ہلاکت کی خبر بھی موجود ہے -

ترجمہ :- (1) کیا تو نے اس شخص کو پہچانا جو دین کو جھٹلاتا ہے -

(2) وہی تو ہے جو یتیم کو دھتکارا کرتا ہے -

(3) اور وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا -

(4) ان نمازیوں کیلئے ہلاکت ہے -

(5) جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں -

(6) جو صرف دکھاوے سے کام لیتے ہیں -

(7) اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں -

یتیم وہ شخص ہوتا ہے جس کا کوئی سہارا نہیں ہوتا - بے بس ہوتا ہے - یوٹیلٹی سٹور کی لمبی لمبی قطاروں میں کھڑا رہتا ہے - ویگن کی چھتوں پر بٹھا دیا جاتا ہے - ریل گاڑیوں کے ڈبوں میں گزرگاہوں کے درمیان لوگوں کے قدموں میں پڑا رہتا ہے - تھانوں میں بے بسی کے عالم میں زمین پر بیٹھا ہوتا ہے -

ممبران صوبائی اور قومی اسمبلی کی دہلیزوں پر دھکے کھاتا ہے - جاگیرداروں کے ڈیروں پر ذلیل ہوتا ہے - کارخانے کی چمنیوں میں ڈال دیا جاتا ہے - بغیر وجہ بتائے نوکری سے نکال دیا جاتا ہے -

روزگار کی تلاش میں دھکے کھاتا ہے - ساری زندگی تنگ و تاریک گھروں یا کرائے کے مکانوں میں رہتا ہے -ملک کی ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر سفر کرتا ہے - ابلتے گٹروں والی گلیوں میں رہتا ہے - اچھے سکول کی تمنا میں - نالائقی کے اندھیروں میں کھو جاتا ہے -

دواؤں کے بغیر ہسپتالوں کے پلاٹوں میں مر جاتا ہے - لسانی علاقائی اور اقتصادی عصبیتوں کے حوالوں سے راستوں، مسجدوں اور امام بارگاہوں میں مار دیا جاتا ہے - دہشت گردوں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کے خوف سے ہراساں رہتا ہے - پٹواری سے لے کر تھانے دار اور عدالت کے اہلکار سے لے کر جج تک کے ہاتھوں سے ذلیل ہوتا ہے - چادر اور چاردیواری کے باوجود غیر محفوظ رہتا ہے -

چھوٹے چھوٹے قرضوں کی جستجو میں مالیاتی اداروں سے دھتکارا جاتا ہے - قیمتوں کے بڑھنے کے باوجود سال ہا سال ایک ہی تنخواہ پر کام کرتا ہے - صدا اچھے دنوں کی آرزو اور انتظار میں موت کی دہلیز پر پہنچ جاتا ہے - یتیم کی نشان دہی کیا کرنا میرے ملک کی 95 فیصد عوام ساری کی ساری یتیم ہے - ہر بچہ یتیم ہے - ہر نوجوان یتیم ہے - ہر بے روزگار یتیم ہے - ہر کمانے والا یتیم ہے ہر بیمار یتیم ہے - ہر بوڑھا یتیم ہے - یہ ملک ہی کتنا یتیم ہے - IMF ورلڈ بنک اور یہودی قیادت کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے -

مسکین جس کی زندگی ساکن ہے کسی چیز کا احساس نہیں ہوتا سکتے

کے عالم میں ہے۔ خوف زدہ رہتا ہے خاموش رہتا ہے۔ احتجاج نہیں کرتا مردہ ہو چکا ہو انکار کا جذبہ ختم ہو چکا ہو۔ جاگیردارانہ اور سرمایادارانہ نظام میں جکڑا جا چکا ہو۔ الیکشن کے حوالے سے بار بار ایک ہی سوراخ سے ڈسا جا رہا ہو۔ ترغیب توجہ دلانا' جدوجہد کرنا' منصوبہ بندی کرنا' قانون سازی کرنا اس سورۃ میں ایسے شخص کی نشان دہی کی گئی ہے۔ جو دین کو جھٹلاتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ ایسے شخص کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے وہی تو ہے جو یتیم کو سہارا اور مسکین کو متحرک یعنی خوشحال کرنے کیلئے قانون سازی نہیں کرتا نمازیوں سے مراد ایک صف میں کھڑے ہونے والے مساوات کا عملی نمونہ پیش کرنے والے نظام کی پیروی کرنے والے اس سورۃ میں ایسے نظام کے پیروں کاروں پر ہلاکت ڈالی گئی ہے۔

جو اپنے نظام سے غافل ہیں اور صرف دکھاوے سے کام کرتے ہیں مثال کے طور پر 1973ء کے آئین کے بارے میں کہا جاتا ہے کے وہ خالصتاً اسلامی ہے اور اسلامی ان معنوں میں کے قرارداد مقاصد کو قرارداد آئین کے دیباچے میں شامل کر دیا گیا ہے یہ اقدام سوائے دکھاوے اور مقصدیت سے انحراف کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے اس ملک میں اسلامی نظام کی جدوجہد دکھاوے کے طور پر کی جاتی رہی ہے اس لیے تو 50 سال گزرنے کے بعد بھی ہمارا ہر آنے والا دن

خسارے کا دن ہے۔

سورۃ عصر میں شاید ہم جیسے معاشرہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

بے شک انسان خسارے میں ہے - ماسوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں اور صداقت کے اصولوں پر قائم رہنے کی تلقین اور قانون سازی کیلئے کام کریں - لیکن یہ ایک زندہ اور تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان میں صاحب اقتدار لوگ 50 سال سے نہ تو صداقت کے اصولوں پر قائم ہیں اور نہ ہی منشاالٰہی کے مطابق سوسائٹی کے قیام کے لئے قانون سازی کر رہے ہیں ان ہی نمازیوں یعنی نظام چلانے والوں پر ہی ہلاکت ہے اور وہ خسارے میں ہیں -

ورنہ عام آدمی کے پاس کیا طاقت ہے کہ وہ یتیم اور مسکین کی زندگی کو سنوارنے کی قانون سازی کرے - اس سورۃ کے اخیر میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ بھی ہلاکت میں ہیں جو برتنے کی چیز تک روکتے ہیں -

یہاں دیگچی ، گلاس ، چمچ چولہا ، بالٹی سے مراد تو نہیں ہو سکتی کیونکہ انسانی صداقتوں کے اظہار کے لئے آنے والا بین الاقوامی قانون کیونکر کچن کے حوالوں سے بات مکمل کرے گا۔

بات گندم ، کپاس ، چاول ، چائے ، گیس ، اور معدنیات کے ذخائر کے حوالوں سے ہو سکتی ہے - یعنی ایسے شخص پر بھی ہلاکت ہے جو ذرائع پیداوار پر قابض ہیں یعنی ایک شخص کو تو تین وقت کی روٹی میسر نہیں اور ایک شخص کے پاس ہزاروں من گندم ، سیکڑوں من

کپاس حاصل کرنے کے پیداواری یونٹ موجود ہیں اور ان پر وہ غاصبانہ طور پر قابض ہے۔

بقول سورۃ ہمزۃ وہ مال کو جمع کرتا ہے اور اسے شمار کرتا رہتا ہے گندم، چاول، کپاس، جمع کرتا ہے بیچتا ہے۔ اس کے بدلے بیچارو کلاشنکوف اور انتظامیہ کے اہل کاروں کو خرید تا ہے۔ معاشرہ میں طاقت کے توازن کو بگاڑتا ہے۔

قتل و غارت، اغوا، ڈکیتی اور بے حیائی میں ملوث ہوتا ہے۔ یا سرپرستی کرتا ہے اپنی ذات اور سوسائٹی کے خدوخال بگاڑ کر بقول سورۃ تکاثر غفلت کی زندگی میں مقبروں تک جا پہنچتا ہے۔ آج ہمارے پاکستان کا نقشہ اقتصادی طور پر سورۃ ماعون سورۃ ہمزۃ اور سورۃ تکاثر کے لفظ لفظ میں عیاں ہے۔ سورۃ نحل کی آیت 71 میں درج ہے۔

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں فضیلت دی ہے پھر جنہیں فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے فاضل حصہ کا مال اپنے ساتھ کام کرنے والے یعنی ماتحتوں کو نہیں دیتے کہ وہ اس میں برابر نہ ہو جائیں جو ایسا کرتے ہیں وہ اللہ کی نعمتوں کا عملاً" انکار کرتے ہیں۔

اللہ سورۃ تکاثر میں فرماتا ہے کہ

یہاں تک کہ ایسے لوگ مقبروں میں جا پڑیں گے اور پھر اس دن ان سے یقینا" نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

معاشی فلسفہ نمبر5

اے ہمارے رب ہماری دنیا بھی خوبصورت بنا

اور آخرت بھی خوبصورت بنا۔ (البقرہ 201)

اس دعا سے یہ شک تو دور ہوجاتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں آسودگی ہے جو بہرحال ایک غلط تصور ہے جو عام طور پر لوگوں کے ذھنوں میں موجود ہے دوسری بات یہ کہ اس دعا میں دنیا کے حسن کے متعلق بات کی گئی ہے جو بہرحال انصاف کے بغیر ممکن نہیں۔ انصاف بھی ایسا جو بلا رنگ و نسل اور امتیاز کے معاشرہ میں موجود ہو۔ گھر سے قومی اسمبلی۔ پنچایت سے لیکر سپریم کورٹ روٹی کی تقسیم سے لیکر بہارو کے استعمال تک ہرحال میں عملی طور پر نظر آنا چاہئے۔

ذرائع پیداوار پر غاصبانہ قبضہ اور ناانصافی کی موجودگی میں دنیا کبھی خوبصورت نہیں ہوسکتی۔

پاکستانی معاشرہ بہرحال خوبصورت نہیں.....اور ہماری یہ دعا قبولیت کے مقام تک نہیں پہنچ رہی جس کے ذمہ دار ہم خود ہیں

پاکستان میں اس قدر بے ہودہ نظام ہے کہ ایک شریف شہری کو ایک جاہل کنڈیکٹر اس کے بولنے یا زیادہ کرایہ پر احتجاج کرنے پر جنگل میں اتار دیتا ہے

ایک پولیس کا سپاہی جب چاہتا ہے اسے بے عزت کر دیتا ہے۔ اور

دوسرے لوگ دم بخود بیٹھے رہتے ہیں .... وہ خاموشی میں اپنی عزت کو محفوظ سمجھتے ہیں .... جس کا نتیجہ آج یہ نکلا کہ سرمایہ داروں ' جاگیرداروں ' غاصبوں ' دنیا دار مولویوں اور انتظامیہ کے افسروں کے ہاتھ غریب انسان کے گریبانوں تک پہنچ گئے ہیں - بلکہ چاردیواری کے اندر تک پہنچ گئے ہیں - غریب کے آٹے کا ڈرم اب مسلسل خالی رہنے لگا ہے - اور ان لوگوں کے گودام گندم' چنے' چاول اور کپاس سے بھرے پڑے ہیں - غریب کے اکاونٹ کم رقم کی وجہ سے بند ہو گئے ہیں اور امیروں کے اکاونٹ سوئٹزرلینڈ میں کروڑوں تک جا پہنچے ہیں -

اب دنیا کو حسین بنانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ کوئی غیرت مند انسان اٹھے اور قرآن کا نظام رائج کرے - یا پھر عوام کوششیں کریں اور اپنے حقوق کیلئے بولنا سیکھیں - خدا نے ہمیں زبان دی ہے اگر خاموش رہے تو یہ کاٹ دی جائے گی - یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتی جب تک وہ اس کو بدلنے کی کوشش نہ کرے - ہمیں قانون قدرت کے مطابق زندگی گذارنی پڑے گی - اس کے لئے خدا کی طرف سے خوشخبری ہے کہ -

"وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ان کیلئے خطرات سے حفاظت اور باعزت رزق کی ضمانت ہے - (الحج 50)

اس لئے قرآنی قانون کے مطابق نیک کام جس میں ایک دوسرے

کی عزت نفس کا خیال اور جان کی حفاظت کرنا سر فہرست ہیں - جیسے کام کرنے ہوں گے -
اس لئے تو آنحضور نے فرمایا کہ
"جو چیز اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کیلئے پسند کرو۔
یہ کیا زندگی ہے کہ خود تو بھرپور طریقہ سے زندہ رہنا چاہیں اور دوسروں کی زندگی راستوں ، بازاروں ، امام بارگاہوں ، مسجدوں اور عدالتوں میں ختم کر دیں۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں ہمیں پاکستان میں باعزت رزق مہیا نہیں -
قرآن کے اس فلسفہ کی رو سے کہ
"اے ہمارے رب ہماری دنیا بھی خوبصورت بنا اور آخرت بھی خوبصورت بنا" جیسی دعا میں یہ فلسفہ پوشیدہ ہے کہ دنیا کی خوبصورتی رزق سے منسلک ہے اور اس کی تقسیم میں ناانصافی دنیا کو خوبصورت نہیں بنا سکتی -
بہر حال دنیا کی خوبصورتی کیلئے دعا کی تلقین دراصل جدوجہد کی تلقین ہے کہ دعا بغیر جدوجہد کے کبھی قبول نہیں ہوتی - جیسا کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

معاشی فلسفہ نمبر6

"تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں" - (الحجرات 10)

قرآن کے اس حکم کے مطابق تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں
اور بھائی ہونے کے ناطے قانون قدرت کے مطابق
"ذرائع پیداوار اور خدا کی زمین میں برابر کے شریک ہیں۔
کیا قرآن میں کہیں بھی بھائی کے متعلق اس قدر تضاد اور ناانصافی موجود ہے کہ ایک بھائی تو (Routine) کی میڈیکل چیک اپ کے لئے برطانیہ، جرمنی اور امریکہ جائے اور دوسرا بھائی سر تاپا ہر دکھ اور درد اور تکلیف کا علاج شیر کی تصویر والی گولی (Paracetamol) سے کرتا ہو۔
میں خود ایسے بے شمار لوگوں کو جانتا ہوں جو جاگیردار اور سرمایا دار ہونے کے باوجود زکوٰۃ کے (No Limit Voucher) کے ساتھ بیرون ملک علاج کے لئے جاتے ہیں۔ اور بے شمار لوگوں کی خالی جیبوں میں صرف شیر کے نشان والی گولی ہوتی ہے۔ جسے وہ اپنے ہر دکھ اور جسم کی ہر تکلیف کا علاج سمجھتے ہیں۔ اور جو صرف دو روپے میں دس (10) گولیاں مل جاتی ہیں۔ جس سے سارا دن کام میں مصروف انیمیا زدہ بیوی کے جسم کا درد، بوڑھی ماں کے جوڑوں کا درد اور کئی بچوں کا نزلہ، زکام اور بخار ختم ہو جاتا ہے۔
دو روپے میں دس گولیوں کا پتا ...... غریب انسان کا ساتھی
یہ ہے میرے ملک کے غریب انسانوں کی حقیقت
اس کے علاوہ میں نے کئی بار لوگوں کی خالی جیبوں میں

(Revenue Stamps) رسیدی ٹکٹیں دیکھی ہیں - پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ بیچارے سارا مہینہ خالی جیب میں آنے والے مہینے کی تنخواہ کے رجسٹر پر لگانے کیلئے انہیں ہر وقت ساتھ رکھتے ہیں -

اور دوسرے بھائی کے قیمتی بریف کیس میں پوری دنیا میں قبول کیئے جانے والے لاکھوں روپے کے(Traveler Cheques) ٹریولر چیکس ہر وقت موجود رہتے ہیں -

مسلمان بھائی بھائی ہیں ... کیا بھائیوں میں اس قدر تضاد ہوتا ہے -

انصاف کیلئے ... صدر مملکت کو توجہ دلاؤں ... چیف محتسب کمشنر سے عرض کروں ... چیف جسٹس کے آگے التجا کروں ... یا انسانی حقوق کے بین الاقوامی ادارہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کا دروازہ کھٹکایا جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمیں کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں بلکہ قرآن کے قانون کے مطابق زرائع پیداوار بھائیوں میں برابر تقسیم کرنے چاہیں - اس کے بعد جو بھی محنت کے ذریعے جائز طریقہ سے ترقی کر جائے کر سکتا ہے جس کی قرآن میں اجازت ہے -

معاشی فلسفہ نمبر7

ہم نے بنی آدم(انسان)کو عزت بخشی ہے -(بنی اسرائیل72)

انسان کی عزت تو صرف اس میں ہے کہ اسے بنیادی ضروریات زندگی کی سہولیات میسر ہوں - بنیادی ضرورت زندگی میں خوراک، لباس، علاج اور تعلیم سرفہرست ہیں -

ایسی سوسائٹی جہاں چند لوگوں کو تو یہ تمام سہولیات میسر ہوں اور ملک کی غالب اکثریت اس سے محروم ہو - ایسی سوسائٹی میں انسان کی کیا عزت ہو سکتی ہے - اگر نسان کو قابل عزت بنانا ہے تو لازمی ہے کہ اسے ایسا ماحول مہیا کیا جائے جس میں ہر شخص کیلئے روحانی اور جسمانی نشونما کے مواقع موجود ہوں - تاکہ قرآن کی رو سے بنی آدم قابل عزت قرار پائے -

معاشی فلسفہ نمبر 8

" جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے وہ سب انسان کے قبضہ تصرف میں دیا گیا ہے بشرط کہ انسان اپنے آپ کو مشیت کلی کے موافق کردے - (خاشیہ 13)

مقام انسانیت

اللہ اور انسان کے تعلق کا مسئلہ بہت اہم ہے ... اور یہ اللہ ہی ہے جس نے اپنی ذات کے گرد کوئی دائرے قائم نہیں کئے مثال کے طور پر کہ میں مغرب کا خدا ہوں اور مشرق کا نہیں - شمال کا خدا ہوں اور جنوب کا نہیں - کالے کا خدا ہوں اور گورے کا نہیں - بلکہ فرمایا کہ " میں رب العالمیں ہوں " وحدت انسانی اور وحدت کائنات کا تصور .... پوری کائنات اور نوع انسانی میرے دست شفقت میں ہے - وہ لامحدود ہے اور اس نے اپنی صفات کو محدود نہیں کیا اس لئے تو رسول اکرم کا ارشاد مبارک ہے کہ " اپنے اندر اللہ کے

اخلاق کو پیدا کرو - ہر شخص اپنے اندر اللہ کا اخلاق پیدا کر سکتا ہے۔
اللہ کی ذات کا رنگ اپنے اوپر چڑھا سکتا ہے - وہ اللہ ہی ہے جس کا
رنگ تمام رنگوں سے زیادہ خوبصورت ہے - (2/138)
اللہ نے قرآن مجید میں باربار انسان کا لفظ استعمال کیا ہے اور کسی
انسان میں کوئی تفریق نہیں رکھی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے پیدا
کردہ ذرائع جو انسانوں کے قبضہ میں ہیں - برابر تقسیم نہ ہوں -
ہم نے بنی آدم کو عزت دی ... (بنی اسرائیل 70)
ہم نے انسان کو بہترین فطرت پر پیدا کیا... (التین 4)
خدا وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور آسمان سے پانی
اتارا پھر اس میں سے پھل پیدا کئے جس میں تمھارے لئے رزق
ہے - (ابراہیم 32،34)
کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کو اللہ
تعالیٰ نے تمھارے لئے مسخر کر دیا ہے ... (لقمان 20)
وہی ہے جس نے تمھارے لئے سمندروں کی تسخیر کی تاکہ تم اس
میں سے تازہ تازہ گوشت کھاؤ ... (النحل 14)
وہی ہے جس نے سب جوڑے پیدا کئے اور فصلیں جو زمین اگاتی
ہیں .... نہ سورج چاند کو پکڑ سکتا ہے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ
سکتی ہے ... (یٰسین 36،40)
جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے وہ سب انسان کے قبضہ تصرف میں

دیا گیا ہے بشرط یہ کہ انسان اپنے آپ کو مشیت کلی کے موافق کر دے۔ (خاشیہ 13)

اور خدا کے مقرر کیے ہوئے قاعدے کے مطابق رزق تلاش کرے

خدا کے قاعدے کے مطابق رزق کی تلاش کاذکر قرآن کے حوالے سے پہلے درج کر دیا گیا ہے۔ اس جگہ رزق کی تلاش کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک پیش کرتا ہوں۔

1:- فرض عبادتوں کے بعد حلال روزی کمانا بھی فرض ہے۔

2:- تمام مسلمان تین چیزوں میں برابر کا حق رکھتے ھیں پانی، گھاس اور آگ۔

3:- اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو فضل سے محروم رکھے گا جو دنیا میں لوگوں کو فضل سے محروم رکھتا تھا۔

4:- افتادہ اراضی کا معاملہ یہ ہے کہ جو چاھے اسے کاشت کرے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔

5:- جس کسی نے بنجر زمین کو قابل کاشت بنایا وہ اس کا مالک ہے۔

6:- گنبد نما گھر جو ایک انصاری کی ملکیت تھی جو اس کی ضرورت سے زیادہ تھا آنحضور نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

7:- بعض اصحاب رسول کے پاس ضرورت سے زائد زمینیں تھیں آپ نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ یا خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بخش دے۔

دولت سے مزید دولت بلا روک ٹوک نہیں پیدا کی جا سکتی بلکہ اس پر چند قانونی پابندیاں عائد ہیں اس جگہ تجارت کے حوالے سے بات کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔

A -: اپنی چیز کا عیب نہ چھپایا جائے

B -: فروخت بڑھانے کیلئے جھوٹی قسمیں نہ کھائی جائیں۔

C -: سودی کاروبار چاہے کسی شکل میں ہو ممانعت ہے۔

D -: کوئی ایسا کاروبار جس میں ایک شخص کا کاروبار یقینی اور دوسرے کا غیر یقینی ہو قطعاً منع ہے۔

E -: جوا حرام ہے۔

F -: جن چیزوں کا کھانا پینا حرام ہے اس کی تجارت حرام ہے۔

G -: بھاؤ بڑھانا سخت منع ہے۔

H -: ناجائز منافع لینا غلط ہے۔

I -: قیمتوں کو چڑھانے کی خاطر سٹاک کرنا منع ہے۔

J -: کم تولنا منع ہے۔

K -: قرض وقت پر دینا ضروری ہے۔

L -: اجرت نہ روکی جائے۔

M -: سمگلنگ نہ کی جائے۔

N -: باہمی تعاون کیا جائے۔

O -: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے

بھائی کیلئے بھی وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

(فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

معاشی فلسفہ نمبر9

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔
بڑا مہربان نہایت رحم والا جزا کے دن کا مالک ۔ ہم تیری
عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ (2/1-4)

یہ بات بہرحال عقل وشعور فکرودانش فہم وادراک اور وجدان کی رو سے ناقابل یقین ہے کہ خدا زمین پر ایسا نظام چاہتا ہو جس میں اس قدر ناانصافی ہو کہ ایک شخص کے پاس تو ہزاروں ایکڑ زمین ہو اور کروڑوں روپے ہوں اور ملک کی غالب اکثریت تین وقت کی روٹی سکون سے نہ کھا سکے۔

اس حوالے سے جب ہم خدا کی صفات کا جائزہ لیتے ہیں تو اس قسم کی ناانصافی کی توقع نہیں پاتے۔

مثال کے طور پر

(1) وہ رحمٰن ہے .... بہت ہی زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔ (2) وہ رحیم ہے ... بہت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (3) وہ مومن ہے .... امن دینے والا ہے۔ (4) وہ مھیمن ہے .... نگہبانی کرنے والا ہے۔ (5) وہ غفار ہے .... محفوظ رکھنے والا ہے۔

(6) وہ وہاب ہے .... بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔ (7) وہ رازق

ہے .... رزق دینے والا ہے - (8) وہ باسط ہے .... فراغ رزق عطا کرنے والا ہے - (9) وہ عادل ہے .... عدل کرنے والا ہے - (10) وہ غفور ہے .... گناہ بخشنے والا ہے - (11) وہ حفیظ ہے .... محافظ ہے -

(12) وہ رقیب ہے .... نگران ہے - (13) وہ مجیب ہے .... پکار کو قبول کرنے والا ہے - (14) وہ واسع ہے .... فراغ کرنے والا ہے - (15) وہ ودود ہے .... دوستی اور محبت پیدا کرنے والا ہے - (16) وہ وکیل ہے .... کارساز ہے - (17) وہ ولی ہے .... سرپرست ہے -

(18) وہ البرا احسان کرنے والا ہے - (19) وہ عفو ہے .... معاف کرنے والا ہے - (20) وہ رووف ہے .... شفقت کرنے والا ہے - (21) وہ المقسط ہے ....انصاف کرنے والا ہے - (22) وہ المعطی ہے .... عطا کرنے والا ہے - (23) وہ وارث ہے .... زمین کا مالک ہے - (24) وہ ستار ہے .... پردہ پوش ہے -

بحرحال 99 یا 101 صفات میں ایک بھی ایسی صفت نہیں جس میں کہا گیا ہو کہ وہ ناانصافی کرنے والا ہے - بلکہ قرآن کریم میں یہ بات واضح طور پر بار بار بیان کی گئی ہے کہ وہ پورا بدلہ دینے والا اور انصاف کرنے والا ہے - تو پھر ایسی ہستی کیونکر دنیا مین ناانصافی کا قانون نافذ کرنا چاہتی ہو گی -

اس عظیم ہستی نے تو عدل کا حکم دیا ہے (سورہ النحل ایت90)... غور فرمائیں کہ خدا آخر کس چیز میں عدل کرنے کا حکم دے رہا ہے -

لامحالہ ذرائع پیداوار کی تقسیم میں عدل کا ذکر ہو رہا ہے اور ساتھ ہی انسان کو یہ دعا بھی سکھائی ہے کہ وہ دنیا اور آخرت کو حسین بنانے کی کوشش اور دعا کرتا رہے - دنیا تو حسین اس صورت میں ہو سکتی ہے جب ذرائع پیداوار میں سب برابر کے شریک ہوں - ورنہ بھوکے آدمی کی زندگی کیا حسین ہو سکتی ہے۔

اعتقادی تعصّبات

قرآن کے اقتصادی نظام کا مختصراً تبصرہ کرنے کے بعد ایک ایسے مختصراً نازک مسئلہ پر تبصرہ کرنے کی ہمت کر رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ میرا یہ تبصرہ مولوی کے نظریہ سے ٹکرا جائے اور مجھے بدترین کافر قرار دیا جائے لیکن میں پورے وجدان کے ساتھ انسانی وجود میں موجود سچائیوں کی ساری قوتوں کو یکجا کر کے لکھنے کی جرات کر رہا ہوں - کہ پاکستان میں انسان ناحق اِعتقادی حوالے سے مارا جا رہا ہے - جو قرآنی تعلیم سے بغاوت کا نتیجہ ہے - قرآن اس کے متعلق یہ حکم دیتا ہے۔

ایک انسان کا ناحق قتل گویا کہ روئے زمین پر تمام انسانوں کا قتل ہے - (المائدہ 32)

اس کے علاوہ قرآن فرماتا ہے۔

اور جس نے کسی ایک شخص کی زندگی بچائی گویا کہ اس نے روئے

زمین پر موجودہ تمام انسانوں کی زندگی بچائی - (المائدہ 32)

میں بے گناہ شخص کی زندگی کو بچانے کی کوشش کر رہا ہوں - ہو سکتا ہے کہ خدا میرے قلم میں وہ طاقت بخش دے کہ میں ایک شخص کو بچانے میں کامیاب ہو جاؤں اور خدا پوری انسانیت کو بچانے کا حساب میرے حق میں لکھ دے -

میں دل کی گہرائیوں سے روئے زمین پر موجود تمام صداقتوں کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں .... کہ کسی انسان کو ذاتی حیثیت میں کسی شخص کو مارنے کی اجازت نہیں (سٹیٹ اور حکومت) کا معاملہ کچھ اور حیثیت رکھتا ہے -

مذہبی آزادی

اعتقادی حوالے سے ضمیر و فکر کی آزادی کا اعلان کرتے ہوئے قرآن مکمل طور پر انسان کو آزاد قرار دیتا ہے -

(1) خدا نے آدم کو دنیا میں بھیجنے کے ساتھ ہی یہ کہہ دیا تھا کہ ......

ترجمہ- جب میری طرف سے تمھارے پاس ضابطہ ہدایت آئے تو جو اس قانون اور ہدایت کی اتباع کرے گا اسے کوئی خوف نہ ہو گا -

(2/38)

اور جو لوگ اس ضابطہ ہدایت سے انکار کریں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا جس میں وہ رہیں گے - (2/39)

ہم نے انسان کو دونوں راستے دکھادیے ہیں - (90/10)

وہ چاہے تو اسے اختیار کرے چاہے اسے انکار کر دے - (76/3)

(2) ترجمہ۔ ان سے کہ دو کہ تمھارے رب کی طرف سے حق آ گیا ہے - اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے - (18/29)

(3) ترجمہ۔ اگر تیرا رب چاہتا تو روئے زمین کے تمام باشندے ایمان لے آتے (لیکن اللہ نے انھیں مجبور نہیں پیدا کیا اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا) کیا تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ضرور ایمان لے آئیں -(10/99)

(4) ترجمہ۔ تمھاری طرف رب کی طرف سے روشن دلیلیں آچکی ہیں سو جو کوئی اس روشنی میں آنکھوں سے کام لیتا ہے - تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو آنکھیں بند کر کے چلے گا تو اس کا نقصان اسی کو ہو گا - (6/105)

(5) ترجمہ۔ دین کے معاملے میں جبر اور اکراہ نہیں ہدایت اور گمراہی علیحدہ کر دی گئی ہے -(2/256)

(6) ترجمہ۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواہش مند ہو گا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا - اور آخرت میں وہ تباہ و نامراد ہو گا - (3/84)

(7) ترجمہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ اس قوم کو ہدایت دے جس نے ایمان کے بعد کفر کی راہ اختیار کر لی - اللہ صحیح مقام سے ہٹ

جانے والوں پر ہدایت کی راہیں نہیں کھولا کرتا - (3/85-89)

(8) ترجمہ:۔ جن لوگوں نے ایمان کے بعد کفر کو اختیار کیا اور پھر اپنے کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے تو ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہو گی یہی لوگ ہیں جو راہ راست سے بھٹک گئے - (3/89-90)

(9) ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اسکے بعد پھر کافر ہو گئے - پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے اور پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے - تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ انھیں بخشنے والا نہیں - اور انہیں ہدایت کی راہ نہیں دکھائی جائے گی - (4/137)

(10) ترجمہ:۔ وہ لوگ جو کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں تم ان کو آگاہ کروَ یا نہ کروَ وہ ایمان نہیں لائیں گے - (2/6)

قرآن نے انسان اور کائنات کی دیگر اشیا میں ایک بنیادی فرق بتایا ہے وہ کہتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اپنے قانون کے مطابق زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے - کائنات کی پستیوں اور بلندیوں مین جو کچھ ہے سب کا سب اللہ کے قانون کے مطابق سرگرم عمل ہے - لیکن انسان کے معاملہ میں باقی چیزوں سے بڑا فرق ہے - کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے - اس لئے تو خدا فرماتا ہے کہ جو ہدایت پر عمل کرے اسے کوئی خوف نہیں اور جو لوگ اس ہدایت پر عمل نہیں کریں گے ان کا ٹھکانہ جنہم ہے - (2/38-39) آزادی و ضمیر فکر کے بارے میں یہاں صرف چند آیات کا ذکر کیا ہے - اس کے علاوہ درجنوں

آیات اس حوالے سے موجود ہیں .... جن میں ہدایت پر عمل کرنے والے کو اجز اور نہ کرنے والے کو سزا کی خبر سنائی گئی ہے۔ کسی ایک جگہ بھی انسان کو اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اعتقادات کے حوالے سے جبر کرے یہاں تک کہ آنحضور کو یہ کہہ دیا گیا کہ تمھیں لوگوں پر داروغہ مقرر نہیں کیا گیا۔

ضمیر فکر کی آزادی کے واضح اعلان کے بعد دین میں جبر کرنے کے سلسلہ میں بے شمار لوگوں کی رائے کے بعد یہ پتہ چلا کہ ہم دین میں جبر اس لئے کرتے ہیں کہ فلاں فرقہ کے لوگ ہمارے اکابرین کو برا بھلا کہتے ہیں۔

ایسے دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ قرآن کسی کو برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور قرآن انسان کے جذبات کے احترام کا خیال رکھتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ ....

کسی کے جھوٹے خدا کو بھی گالی نہ دو (برا بھلا نہ کہو)۔ (6/108)

اگر کسی فرقہ کے لوگ کسی فرقہ کے اکابرین کو برا بھلا کہتے ہیں تو ان سے التجا ہے کہ قرآن کی مندرجہ بالا آیت پر غور فرمائیں ... کہ خدا کسی کے جھوٹے خدا کو بھی برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں دیتا حالانکہ قرآن شرک کو دنیا کا سب سے بڑا جرم قرار دیتا ہے۔ آپ کیوں قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دوسروں کی دل آزاری کرتے ہیں۔ اور اگر فرض کریں کہ کچھ لوگ اکابرین کو برا بھلا کہتے ہیں تو

خدا ان سے خود پوچھے گا...... ہمیں تو اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا ہو گا کہ ان کے قدموں پر چلنا ہی فلاح ہے۔

کعب بن زہیر عرب کا مشہور شاعر اور ادیب تھا۔ اس کی شاعری کا غالب حصہ اسلام اور پیغمبر اسلام کو (نعوذباللہ) برا بھلا کہنے سے بھرا پڑا ہے۔ یہ فتح مکہ کے موقع پر گرفتار کر کے لایا گیا۔ صحابہ کرام اس کو سزا دینے پر بضد تھے۔ مگر حضور اکرم ایسا کرنے پر راضی نہ تھے .... صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ اور کچھ نہ تو اس کے سامنے والے دانت اکھیڑ دیے جائیں تا کہ یہ صاف لہجے میں بات کرنے کے قابل نہ رہے۔ مگر میرے پیارے آقا نے فرمایا کہ میرا خدا مجھے کسی انسان کا چہرہ بگاڑنے کی اجازت نہیں دیتا .... سبحان اللہ کیا عفوو درگزر ہے۔

عبادت گاہوں کے تقدس کا قرآنی حکم۔

اس کے علاوہ قرآن خود اسلام سے قبل کے دیگر مذاہب کے تحفظ کا اظہار کرتا ہے۔ فرمایا.... ترجمہ:۔ اگر اللہ بعض آدمیوں کے ہاتھوں بعض آدمیوں کی مدافعت نہ کراتا رہتا تو کسی قوم کی عبادت گاہ زمین پر محفوظ نہ رہتی۔

(1) خانقاہیں (2) عبادت گاہیں (3) گرجے (4) مسجدیں جن میں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سب کبھی کے ڈھائے جا چکے

ہوتے۔ (الحج 40)

جس ترتیب کے ساتھ عبادت گاہوں کی حفاظت کی بات کا ذکر کیا گیا ہے وہ قابل توجہ ہے۔ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی بات پہلے کی گئی ہے اور مسجد کا ذکر سب سے آخر میں کیا گیا ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ قرآن خود ہر انسان کے جذبات کے احترام کی بات کر رہا ہے۔ جب خدا تمام مذاہب کے انسانوں کے احترام کی بات کرتا ہے تو ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم ایک خدا ایک قرآن اور ایک نبی کو ماننے کے باوجود ایک دوسرے کی ذات کو برداشت نہیں کرتے ..... گویا کہ ہم قرآنی تعلیم سے انحراف کر رہے ہیں۔ جبکہ ہم مسلمان ہیں۔

لفظ مسلم اور اسلام کا قرآنی تصور

اس جگہ لفظ مسلم کی تشریح بھی ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں خون ناحق کے بہنے کو روکنے کی جدوجہد میں اپنے دوستوں کو بات سمجھا سکوں۔

لفظ مسلم کا لغوی مطلب ہے سر جھکا دینے والا ..... یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا دینے والا۔

سورۃ البقرۃ آیت 112 کے منشا کے مطابق

"وہ جو اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دے اور یہ جھکنا خوبصورت

انداز میں ہو - یعنی مسلمان تو وہ ہے جس کی گردن اللہ کے حضور عجز و انکساری سے جھکی رہے اور اللہ کے قانون کے مطابق زندگی گزارے - مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ زبان اور عمل سے دوسرا محفوظ رہے - مسلمان وہ ہے جس کے شر سے اس کا ہمسایہ محفوظ رہے - ہمسائے میں رہنے والا چاہے کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے .... مسلمان وہ ہے جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہ دوسروں کے لئے پسند کرے .... اسی لئے تو اسلام کے معنی امن اور سلامتی کے بھی ہیں -

اس جگہ مزید وضاحت کرنے کے لئے ایک خوبصورت کتاب "اسلامی معاشرت" کے اقتباسات نقل کرتا ہوں تاکہ اسلام کی تعریف سمجھنے میں مدد مل سکے -

اسلام کسے کہتے ہیں؟

وہ دیکھو! سڑک پر حادثہ ہو گیا - دو موٹریں ٹکرا گئیں - لوگ جمع ہو گئے - غنیمت ہے کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا - کسی کے چوٹ بھی زیادہ نہیں آئی - اتنے میں پولیس کا سپاہی آ گیا - اس نے آتے ہی بغیر کچھ پوچھ گچھ کئے ایک موٹر والے سے کہا کہ قصور تمہارا ہے - چنانچہ وہ اسے تھانے لے گیا - اب اس پر مقدمہ چلے گا اور عدالت سے سزا ملے گی -

تم حیران ہو گے کہ سپاہی نے آتے ہی ایک موٹر والے سے کیسے کہ

دیا کہ قصور تمہارا ہے۔ اور اس نے بھی بغیر کچھ کہے اسے تسلیم کر لیا۔ سڑک پر چلنے کے لئے قانون یہ ہے کہ ہر شخص اپنے بائیں ہاتھ کی طرف چلے۔ وہ موٹر والا سامنے سے بائیں ہاتھ کی بجائے دائیں کی طرف آ رہا تھا اس کا ایسا کرنا قانون کے خلاف تھا اس لئے اس نے جرم کیا اور اب سزا پائے گا۔ دوسرا موٹر والا قانون کے مطابق اپنے ہاتھ پر جا رہا تھا اس لئے اسے گرفتار نہیں کیا گیا۔

دوسری مثال :۔

ہسپتال میں ایک لڑکا آیا۔ اس نے آگ میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔ جس سے اس کا ہاتھ بری طرح جل گیا۔ اب وہ مارے درد کے چیخ رہا تھا۔ اس کی بری حالت ہو رہی تھی۔ اس کا باپ کہہ رہا تھا۔

اچھا ہوا! اسے اپنے کئے کی سزا ملی۔ ہم اسے روز سمجھایا کرتے تھے کہ آگ کے ساتھ نہیں کھیلا کرتے لیکن یہ اس سے باز نہیں آتا تھا۔ اب جل گیا ہے تو آئندہ کیلئے اسے نصیحت آ جائے گی"۔

اس لڑکے کو کس بات کی سزا ملی قانون کے خلاف چلنے کی۔ شاید تم پوچھو کہ وہ کونسا قانون ہے جس کی اس نے خلاف ورزی کی ہے۔ اسے اچھی طرح سمجھ لو۔

آگ کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اس میں ہاتھ ڈالے اس کا ہاتھ جل جائے گا اس کو بھی قانون کہتے ہیں۔ پہلی مثال میں یہ قانون

(کہ ہمیشہ دائیں ہاتھ کی طرف چلو) انسانوں کا بنایا ہوا ہے - دوسرا قانون (کہ آگ کی خاصیت یہ ہے کہ وہ جلاتی ہے) خدا کا بنایا ہوا قانون ہے - خدا نے اس قسم کے بہت قانون بنائے ہوئے ہیں جن کے خلاف چلنے سے انسان کو بڑا نقصان پہنچتا ہے -

خدا کے بنائے ہوئے قانونوں کے مطابق زندگی بسر کرنے والے کو اسلام کہتے ہیں - اور جو شخص اس طرح زندگی بسر کرتا ہے اسے مسلم (یا مسلمان) کہتے ہیں - انسانی زندگی سے متعلق قوانین خدا کی کتاب قرآن مجید میں محفوظ ہیں -

تم نے یہ بات بھی سمجھ لی ہو گی کہ قانون کے مطابق زندگی بسر کرنے سے انسان خود بھی امن اور سلامتی میں رہتا ہے - اور دوسرے بھی امن اور سلامتی سے رہتے ہیں - اگر وہ موٹر والا قانون کے مطابق بائیں طرف چلتا تو وہ خود بھی امن اور سلامتی میں رہتا اور دوسرا موٹر والا بھی امن اور سلامتی سے آگے چلا جاتا -

اس لئے اسلام کے معنی امن اور سلامتی کے بھی ہیں -

خدا کے قانون اور انسانوں کے قانون میں فرق :-

آپ نے ایسا بھی سنا ہو گا کہ موٹروں کی ٹکر ہوئی اور جس موٹر کا قصور تھا - وہ موٹر بھگا کر لے گیا اور پکڑا نہیں گیا اس لئے وہ سزا سے بچ گیا اور اگر وہ پکڑا جاتا ہے تو بعض اوقات پولیس کو رشوت دے کر یا افسر کے پاس سفارش پہنچا کر بھی سزا سے بچ جاتا ہے -

جرم کر کے بھاگ جانا یا رشوت اور سفارش کے ذریعے اپنے حق

میں فیصلہ لے لینا بہت بری بات ہے لیکن اس وقت جس مقصد کے لئے ہم نے یہ بات بیان کی ہے وہ اور ہے - اسے غور سے سنو!
موٹر والی مثال میں بعض اوقات مجرم قانون کی خلاف ورزی کرنے

ایمان کسے کہتے ہیں؟

ایک شخص کو تین دن سے کچھ کھانے کو نہیں ملا - بھوک سے اس کا برا حال ہو رہا ہے - وہ بالکل نڈھال ہو رہا ہے - وہ اپنے ایک دوست کے ہاں جاتا ہے جو اس کے لئے گرم گرم پلاؤ کی پلیٹ لاتا ہے - وہ اس کی طرف لپک کر بڑھتا ہے - جلدی سے لقمہ اٹھاتا ہے اور منہ کے قریب لے جاتا ہے کہ اتنے میں ایک لڑکا بھاگے بھاگے آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس پلاؤ میں غلطی سے نمک کی جگہ سنکھیا پڑ گیا ہے -

آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ بھوکا اس پلاؤ کو کھا لے گا؟ وہ اسے کبھی نہیں کھائے گا - وہ بھوک کی سخت تکلیف برداشت کر لے گا لیکن اس لقمہ کو منہ میں نہیں ڈالے گا - وہ پلیٹ کو اٹھا کر پھینک دے گا اس نے اس قدر سخت بھوک کے باوجود اس پلاؤ کو کیوں نہیں کھایا - اس لئے کہ اسے یقین ہے کہ اس کے کھانے سے وہ ہلاک ہو جائے گا - اسے ہزار لالچ دیجئے، وہ اسے کبھی نہیں کھائے گا - اس پر کتنی ہی سختی کیجئے وہ کبھی لقمہ منہ میں نہیں ڈالے گا -

خدا کے قوانین پر اس قسم کے پختہ یقین کو ایمان کہتے ہیں اور اس

قسم کے ایمان رکھنے والے کو مومن کہا جاتا ہے - ظاہر ہے کہ اس کے باوجود سزا سے بچ جاتا ہے - لیکن اب آپ ذرا دوسری مثال پر غور کرو -

جس لڑکے نے آگ میں ہاتھ ڈالا تھا' وہ اگر کسی بند کمرے میں ایسا کرتا جہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہ ہوتا تو بھی اس کا ہاتھ اسی طرح جل جاتا اور اسے اسی طرح درد ہوتا - وہ جہاں جی چاہے بھاگ کر چلا جاتا' درد اس کا پیچھا نہ چھوڑتا - وہ اگر چاہتا کہ کسی کو رشوت دے کر یا سفارش دلوا کر' اس تکلیف سے بچ جائے تو ایسا کبھی نہ ہوسکتا - اسے اس کے کیے کی سزا مل کر رہتی -

انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کرنے والا بعض وقت سزا سے بچ جاتا ہے' لیکن خدا کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کرنے والا کسی صورت میں بھی سزا سے نہیں بچ سکتا - بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جرم کرنے والا سزا سے بچ جاتا ہے اور کسی بے گناہ کو سزا مل جاتی ہے' لیکن خدا کے قانون میں ایسا کبھی نہیں ہوتا - یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آگ میں انگلی ڈالے گا درد اسی کو ہوگا - جو ایسا نہیں کرے گا اسے درد نہیں ہوگا - انسانوں کے بنائے ہوئے قانون اور خدا کے قانون میں یہ دوسرا بنیادی فرق ہے - خدا کے قانون میں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ جرم کرنے والے کو سزا نہ ملے اور بے گناہ مفت میں پکڑا جائے اور سزا پائے -

قسم کا انسان (یعنی مومن) ان تمام نقصانات سے محفوظ رہے گا جو ان قوانین کی خلاف ورزی سے پہنچ سکتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ ایمان کا لازمی نتیجہ امن ہوتا ہے -
لیکن مومن، اپنے آپ ہی کو ایسے نقصانات اور خطروں سے محفوظ نہیں رکھتا - وہ دوسروں کو بھی ان سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے - اس لئے مومن کے معنی ہیں، وہ شخص جس کی زندگی کا مقصد یہ ہو کہ وہ دنیا میں امن قائم کرے -
چونکہ خدا کے قوانین کے مطابق چلنے سے، دنیا امن میں رہتی ہے اس لئے خدا کی ایک صفت المومن (59/23) بھی ہے - یعنی امن دینے والا -
حیران کن بلکہ قابل فکر بات یہ ہے کہ ہمارے مذہبی علماء آج تک لفظ مسلم کی کسی تعریف پر متفق نہیں - جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ لفظ مسلم کی تعریف کس قدر آسان ہے لیکن ہمارے معاشرے میں جس آسانی سے کسی کو کافر قرار دیا جاتا ہے اس آسانی سے مسلمان نہیں قرار دیا جاتا یہ ہماری متضاد صورت حال ہے - 1953 کے فرقے ورانہ فسادات کے ضمن میں جسٹس محمد منیر اور
جسٹس ایم ار کیانی کی سربراہی میں قائم کردہ تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ سے اقتباس حاضر ہے -
"یہ مسئلہ بنیادی طور پر اہم ہے کہ فلاں شخص مسلم ہے یا غیر مسلم

اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکثر ممتاز علماء سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ مسلم کی تعریف کریں۔

ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں کو پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرہ کی ضرورت ہے ؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے مسلم کی کوئی تعریف کریں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے گا اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کرلیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رو سے کافر ہو جائیں گے۔

جبکہ سیدھی سی بات یہ ہے کہ "مسلم" کے لغوی مطلب سر جھکا دینے والا یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا دینے والا۔

پاکستان میں فرقہ بندی

اب پاکستانی معاشرہ میں فرقہ واریت کے کے بارے میں ایک مختصر جھلک پیش کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان میں قرانی نظام حیات کے نفاذ کا عمل رکا ہوا ہے۔ کاش ہم قران کے بین السطور ترجمہ کو سمجھ سکتے۔ یعنی سطروں کے نیچے لکھا ہوا ترجمہ سمجھ سکتے۔ حاشیوں میں لکھا گیا قرآن منزل سے دور جانے والا راستہ ہے۔

صوبہ پرستی ایک لعنت ہے جس طرح مذہبی فرقہ بندی بہت بڑی لعنتیں ہیں۔ (بحوالہ تقاریر بحیثیت گورنر جنرل 84)

* آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس فرقہ بندی سے مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچا ہے خدا کی شریعت (قرآن) میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کی بناپر اہلحدیث حنفی دیوبندی شیعہ اور سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں۔ یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں اللہ نے صرف ایک امت امت مسلمہ بنائی ہے۔

(جناب مولانا مودودی بحولہ نوائے وقت 28/8/62

* 21 تا 24 جنوری 1951ء کو کراچی میں تمام فرقوں کے نمائندوں کی حیثیت سے 31 میں علماء کرام کا اجتماع ہوا

جس میں حضرت مولانا مودودی جناب سید سلیمان ندوی مولانا احتشام الحق تھانوی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع جناب مفتی کفایت حسین حضرت مولانا محمد علی اور حضرت مولانا شمس الدین فرید پوری مشرقی پاکستان فرقہ بندی کے خاتمے کے لیے 22 نکات پر مشتمل ایک لائحہ عمل پیش کیا۔

* ابھی حال ہی کا ذکر ہے کہ میں (شاہ احمد نورانی صاحب) اور مولانا عبدالستار نیازی صاحب مولانا غلام علی اوکاڑہ اور مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب 13 اکتوبر 1977ء کو جنرل ضیاء الحق سے ملاقات کے لیے گئے۔

صدر جنرل ضیاء الحق نے پوچھا میں نے سنا ہے کہ اپ نے رواداری
اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک صاحب کے پیچھے نماز
پڑھی تو میں سنتا رہا جب بات ختم ہوگئی تو میں نے جواب عرض کیا
کہ جنرل صاحب بڑا افسوس ہے کہ آپ کو غلط اطلاعات دی گئی ہیں
ہم میں الحمداللہ بڑی وسعت قلبی ہے۔ لیکن گستاخ رسول کے لیے
کوئی وسعت نہیں۔ یہ چار ٹکے کے لوگ ہیں ان کے پیچھے نماز
پڑھنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا (بحوالہ پاکستان ٹائمز 21/7/1997)

* 1938ء میں تبلیغی وفد نے جس میں مقتدر حضرات شامل تھے
قائد اعظم سے ملاقات کی ان حضرات نے کہا کہ آپ مسلم لیگ
کے جلسوں کے لیے اس قدر وسیع وعریض پنڈال کھڑا کرتے ہیں
لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع کرتے ہیں اس سے آپ کا مقصد
کیاہوتا ہے۔ حضرت قائد اعظم نے فرمایا کہ
علاوہ دیگر امور کے اس سے غیر مسلموں کے دل پر ملت اسلامیہ کے
اتحاد اور ہیبت اجتماعیہ کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے اس پر علماء حضرات نے
قائد اعظم سے کہا کہ اس کے لیے ہم آپ کو موثر طریق بتاتے ہیں
کہ آپ نماز کے وقت اس پنڈال میں باجماعت نماز ادا کرنے کا
اہتمام کیاکریں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ نماز کی اہمیت سے مجھے
انکار نہیں لیکن آپ کی تجویز میں مجھے یہ خطرہ نظر آتا ہے وہ یہ کہ
نماز کے لیے ایک امام کا ہونا ضروری ہے اگر میں خود امامت کے

لیے کھڑا ہوں جاوں تو شاید تمام حاضرین میرے پیچھے نماز پڑھ لیں گے لیکن میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام کیسے بنایا جائے اگر امام دیوبندی کو بنایا جائے تو بریلوی حضرات اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کردیں گے ...... یہی صورتحال دوسروں کی بھی ہوگی - پنڈال میں مختلف جماعتیں کھڑی ہوجائیں گی اس سے غیر مسلموں کے سامنے امت مسلمہ کے اختلافات نمایاں ہوجائیں گے کہ جو قوم ایک امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتی وہ ایک متفقہ اسلامی ریاست کیسے قائم کرے گی - اس وقت تو آپ مجھے معاف فرمائیں - آئندہ دیکھا جائے گا۔ (بحوالہ تعمیر پاکستان اور علماء) * 24/11/85 بحوالہ جنگ

جنگ فورم میں اتحاد امت مسلمہ کے موضوع پر طویل اور فکر انگیز تقریروں کے بعد مختلف مکاتب فکر کے علماء نے اکھٹے نماز پڑھنے سے انکار کردیا -

جناب انوارالحق چیف جسٹس پاکستان بحوالہ روز نامہ جنگ 29/6/83

بدقسمتی کی انتہاہے کہ آج تک اس بات کا فیصلہ نہیں ہوسکا کہ اسلام کی رو سے سیاسی نظام کا ڈھانچہ کیا ہوتا ہے۔

اسی طرح اسلام کا اقتصادی نظام سماجی عدل انصاف کا نظام اسلامی قوانین سب پر اس قدر فقہی اختلاف ہیں سب لوگوں کے اندر آپس میں اختلافات ہیں کچھ لوگ اس قدر تعصب اور تنگ نظری

سے کام لینا چاہتے ہیں کہ نئی نسل میں اسلام سے نفرت پیدا ہو رہی ہے۔ (صدر محمد ایوب خان بحوالہ نوائے وقت 31/12/1968)

صدر محمد ایوب خان نے مسلم لیگی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہ اپوزیشن کے رہنماؤں کی طرف سے جو اعتراضات موجودہ حکومت پر کرتے ہیں ان میں ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ ملک میں اسلامی قوانین کو نافذ نہیں کیا جارہا ہے۔ صدر نے فرمایا

یہ ایک جذباتی پیچیدہ اور نازک مسلہ ہے کہ اگر اسلام میں مختلف فرقے موجود نہ ہوتے جس طرح کہ خدا اور رسول کی منشا تھی تو یہ معاملہ آسان ہو جاتا۔

فرقہ بندی کی شکل صورت کیا بن سکتی ہے مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور صورت حال یہ ہے کہ اسی مذہبی فرقہ بندی پر ہر شخص خوف زدہ ہے اور اس جنونی صورت حال سے بے گناہ انسان موت کے گھاٹ اتارے جارہے ہیں۔

جب کہ قران پاک میں حکم ہے کہ جس کا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ جس نے ایک شخص کو قتل کیا گویا کہ ساری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک شخص کی جان بچائی گویا کہ ساری انسانیت کی جان بچائی۔

قتل و غارت کی اس صورتحال سے نہ راستے محفوظ ہیں۔ نہ مساجد نہ امام بارگاہ اور نہ کوئی اور عبادت گاہ پولیس کی نگرانی میں انسان مارا جارہا ہے۔ ہسپتال کے بستر پر انسان محفوظ نہیں۔ ملک کا ہر حصہ

مذہبی اور سیاسی فرقہ بندی کی جنونیت کا شکار ہے۔چاروں طرف کفر کا بازار گرم ہے ہر انسان خوف زدہ ہے شعور واگہی پر پہرے لگے ہوئے ہیں کوئی شخص بھی مذھب کے بارے میں تحقیق کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ کہ ہو سکتا ہے کہ تحقیق کے بارے میں کوئی ایسی بات سامنے آ جائے جو مولوی حضرات کے فکر سے ٹکرا جائے نتیجہ کے طور پر کفر کا فتویٰ لگ جائے اور وہ واجب قتل نہ قرار پائے۔

اس جگہ کفر کے فتووں کی چند مثالیں حاضر خدمت ہیں جو مذہبی کتابوں میں محفوظ ہیں سینکڑوں اس قدر حیران کن ہیں کہ جن میں اس بات کا ذکر ہے۔کہ فلاں شخص کے فرقہ کے لوگوں کا کسی جانور سے بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔

شائستگی کے تقاضوں کے پیش نظر ایسے حوالہ جات لکھنے سے پرہیز کیا گیا ہے۔

اب میں ذیل میں میں چند ان امور کا ذکر کرتا ہوں جن کی بنا پر علماء نے لوگوں کو کافر و مرتد ٹھہرایا ہے۔ اور انہوں نے ان امور کو ضروریات دین میں سے سمجھا ہے اور ان کے منکر کو کافر و مرتد لکھا ہے:۔

1۔ اگر کوئی کہے میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو وہ کافر ہے
2۔ اگر کہے کہ معدوم شئے اللہ کو معلوم نہیں تو کافر
3۔ اگر کہے کہ میں جنوں سے معلوم کر کے خبر دیتا ہوں تو کافر

4 - اگر کہے مجھے معلوم نہیں کہ آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہیں تو کافر .

5 - اگر کہے کہ انبیاء نے نبوت کی حالت میں اور اس سے قبل عصیان نہیں کیا تو کافر

6 - اگر کہے کہ فلاں نبی ہو تو میں اسپر ایمان نہیں لاؤنگا تو کافر ہوگا

7 - اگر کوئی رسالت کا جھوٹا دعوی کرے تو اس سے معجزہ طلب کرنے والا کافر ہوگا

8 - اگر کسی کو کہا جائے کہ نبی صلی اللہ وسلم کدو کو پسند کرتے تھے ۔وہ کہے مجھے پسند نہیں وہ کافر

9 - اگر حضرت ابوبکر صدیق کی امامت کا انکار کرے تو کافر۔

10 - اگر حضرت عمر کی خلافت کا انکار کرے تو کافر۔

11 - یہ کہنے سے کہ اگر اللہ مجھے جنت دے تو مجھے اسکی خواہش نہیں تو کافر۔

12 - یا کہے کہ فلاں کے ساتھ داخل نہیں ہوں گا تو کافر۔

13 - اگر کہے ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے تو کافر۔

14 - اگر کہے کہ میرا تجھے دیکھنا ایسا ہے جیسے ملک الموت کو تو کافر ہے (بعض کے نزدیک)

15 - اگر عمداً نماز کو بغیر نیت قضا کے چھوڑے تو کافر۔

16 - اگر مشرکین کی عید میں انکی تعظیم کیلئے شامل ہوگا تو کافر۔

17 - اگر حرام کھانے یا حرام فعل کرتے وقت بسم اللہ پڑھے تو کافر۔

18 - اگر کوئی مسلمان تاجر اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے حرام کو حلال کہ دے تو کافر نہیں ہو گا۔

19 - اگر کوئی عورت کفر کا کلمہ اس غرض سے بولے کہ اپنے خاوند پر حرام ہو جائے تو وہ کافر ہو جائے گی۔

20 - اگر یہ کہنے سے کہ میں کافر ہو جاؤں گی تاکہ اپنے خاوند سے خلاصی پاؤں کافر ہو جائے گی۔

21 - جس نے دن کی ایک گھڑی یا پورے دن کے کفر کا قصد کیا تو وہ تمام عمر کافر شمار کیا جائے گا۔

22 - اگر کسی ذمی کی ٹوپی اپنے سر پر رکھے اور اس سے اسکی غرض گرمی سردی دور کرنا نہ ہو تو کافر۔

23 - اگر کوئی ٹیچر یا ماسٹر کہے کہ یہود (یعنی غیر مسلم ہندو وغیرہ) مسلمانوں سے بہت اچھے ہیں کیونکہ وہ اپنے لڑکوں کے استادوں کا حق ادا کرتے ہیں تو کافر۔

24 - اگر کہے کہ عیسائیت مجوسیت سے اچھی ہے تو کافر۔

25 - اگر کہے کہ عیسائیت یہودیت سے اچھی ہے تو کافر۔

26 - اگر کوئی کہے مجھے اپنی زندگی کی قسم تو اس پر کفر کا خوف کیا ہے۔

27 - اگر کوئی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ کو برا کہے تو وہ مرتد ہو گا - کہ ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہو گی بلکہ ہم اسے قتل کریں گے اور فقیہہ فاضل ابو لیث ثمر قندی اور ابو نصر دبوسی کا بھی

یہی مذہب ہے کہ شیخین کو برا کہنے والا قتل کیا جائے گا - اور فتویٰ کیلئے یہی مختار اور پسندیدہ بات ہے (البحرالرائق جلد5 صفحہ 130 تا136)-

28 - اگر کوئی کافر کی تعظیم کرے مثلاً ذمی پرسلام کرے تو کافر ہو گا-

29 - اگر کوئی اپنے غیر مسلم استاد کو یعنی (مجوسی یا ہندو عیسائی ماسٹر کو) عزت کے طور پر استاذی یعنی اے میرے استاد کہ دے تو کافر ہو جائے گا- جیساکہ صلوۃ ظہیریہ میں ہے-

30 - علم اور علماء سے ہنسی کرنا کفر ہے-

31 - اگر موزوں پر مسح کرنے کا انکار کیا تو کافر-

32 - اگر کوئی بیماری اور سفر میں تیمم حق نہ سمجھے تو قتل کیا جائے گا

33 - اگر کوئی بوجہ شہوت محبت کہے کہ مجھے اپنی بیوی خدا سے زیادہ پیاری ہے تو کافر نہیں ہو گا- ہاں اگر ایسا اطاعت و فرمانبرداری کے لحاظ سے کہے تو کافر ہو گا (الاشباہ والنظائر مع شرحہ الحموی کتاب السیروالروۃ مطبع مصطفائی صفحہ 175 تا 179)-

34 - اگر کسی کافر نے ایک مسلمان سے کہا کہ مجھ پر اسلام پیش کر اس نے کہا کہ فلاں مولوی کے پاس جا تو کافر ہو گیا (شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۴)-

35 - اگر کسی مسلمان سے کہا گیا کہ کیا تو مومن ہے اس نے کہا مجھے معلوم نہیں تو کافر ہو گیا- اسی طرح ایک ایسے شخص کے متعلق جو دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے گواہی دیتا ہے کہ خدا کے

سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اس سے پوچھا گیا کہ کیا اس کا قتل جائز ہے اس نے کہا مجھے معلوم نہین تو کافر ہو گیا - صفحہ164

36 - جس نے کسی عالم سے بغیر سبب ظاہری کے بغض رکھا وہ کافر ہے -

37 - استخفات علماء بالاتفاق علماء کفر ہے - صفحہ 156 -

38 - جس مسلمان نے (بطور ڈرامہ) اپنے آپکو معلم اور استاد بنایا - اور پھر ہاتھ میں سونٹا لے کر بچوں کو مارا تو وہ کافر ہو گیا

39 - اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان سے کہا - چلو فلاں مجلس وعظ میں چلیں - اس نے کہا جو باتیں وہاں مولوی صاحب بتاتے ہیں ان پر کون عمل کرسکتا ہے یا کہا مجھے ایسی مجلس سے کیا تعلق تو کافر ہوگیا -

40 - اگر کسی نے کسی کو کہا تو مجلس وعظ میں نہ جا اگر جائیگا تو تیری بیوی تجھ پر حرام ہو جائیگی یا اسے طلاق ہو جائیگی - اگر ہنسی کے طور پر ایسا کہا تو کافر ہوگیا -

41 - اگر کسی عورت نے کسی عالم خاوند پر لعنت کی تو کافر ہوگئی

42 - جس نے کسی عالم کو عویلم (یعنی چھوٹے مولوی صاحب یا مولوی شولوی) کہا یا تو کافر ہوگیا - صفحہ 157

43 - جو شراب پیتے وقت بسم اللہ کہے تو وہ کافر ہوجائے گا صفحہ153

44 - کسی نے کسی دوسرے سے کہا خدا کے واسطے یہ کام کر اس نے کہا کہ نہیں کرتا تو کافر ہو گیا - صفحہ 147

البحرالرائق کے منصف نے ان کالمات کے ذکر کرنے سے پہلے لکھا ہے کہ فتووں میں تکیفر کے جو معروف الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ حقیقتاً اسلام سے ارتدار کا موجب ہے - اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ جو ان کلمات کو صرف تخویف یا تہویل پر محمول کرتا ہے - اور کفر کا موجب نہیں سمجھتا اس کا قول لغو اور باطل ہے دیکھو البحرالرائق جلد 5 صفحہ 129

اب مندرجہ بالا فتووں کی رو سے لازم آتا ہے کہ جن مقدس اور افضل ترین بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے - وہ سب کافر ہوں (نعوذ باللہ) جیساکہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو امام شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر جلد1 صفحہ 163 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رایت ربی فی صورۃ شاب امر دالخہ

یعنی میں نے اپنے رب کو ایک بے ریش نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کے بال کان کی لو تک تھے اور اس کے پاؤں میں سونے کی جوتی تھی - حافظ جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے -

اسی طرح 9و10 اور 27 کی رو سے تمام شیعہ کافر جن کی توبہ بھی قبول نہیں - اور 12 کے ماتحت تمام وہ نئے تعلیم یافتہ نوجوان جو اکثر کہتے سنے جاتے ہیں کہ اگر جنت میں ان موجودہ مولویوں نے بھی جانا ہے تو ہمیں ایسی جنت نہیں چاہیے . 17 کی رو سے تمام وہ مسلمان جو سرکاری دفاتر میں ملازم ہیں اور اپنے ہندو اور عیسائی افسران کو تحائف دیتے ہیں - کافر ہیں 20 کے لحاظ سے ان عورتوں کے لیے جو اپنے خاوندوں کی بدسلوکی کے باعث تنگ ہیں اور ان کے عقد نکاح سے نکلنا چاہتی ہیں یہ اچھی ترکیب بتائی ہے - کہ اگر ان میں سے کوئی عورت یہ کہہ دے کہ میں کافر ہوتی ہوں تو معاً کافر ہوجائیگی اور نکاح فسخ ہوجائے گا -

23 کی رو سے وہ تمام مسلمان جو گاندھی ٹوپی یا ہیٹ لگاتے ہیں کافر ہیں -

28 کی رو سے وہ مسلمان جو ہندو اور انگریز افسروں کا سلام کرتے ہیں کافر ہیں - اور 29 کی رو سے سکول اور کالجوں کے وہ مسلمان طلبا جو اپنے ہندو یا عیسائی استادوں کو تعظیماً سلام کرتے ہیں کافر ہوئے -

30 کی رو سے ہزارہا وہ تعلیم یافتہ اشخاص جو مولویوں کی دقیانوسی باتوں پر جنہیں یہ مولوی لوگ علم اور دین خیال کرتے ہیں ہنستے ہیں کافر ہوئے -

31 کی رو سے وہ مسلمان جو کسی غیر مسلم کو اس کے سوال کرنے پر کہ مجھ پر اسلام کی صداقت بیان کر کسی مولوی کے پاس برائے

جواب لے جاتے ہیں کافر ہوگئے۔

35 کی رو سے تمام وہ نو تعلیم یافتہ مسلمان جو مولویوں سے متنفر ہیں کافر ہوئے اور ان کے نکاح فسخ ہوگئے۔

41 کی رو سے تو روزانہ صدیا مسلمان کافر بنتے ہیں کیونکہ بازاروں میں اور گلی کوچوں میں بھیک مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے واسطے فلاں کام کردو یا فلاں چیز دے دو۔ لیکن بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں مسلمان ایسے ہیں جو انہیں دھتکارتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ اسی طرح سینکڑوں یاردوست عزیز و آشنا آپس میں ایک دوسرے کو خدا کا واسطہ دے کر کام کرانا چاہتے ہیں لیکن دوسرا نہیں کرتا پس اگر ان علماء اور مولویوں کے کہنے پر کسی کو کافر بنایا جا سکتا ہے تو مذکورہ بالا فتاویٰ کے ماتحت تمام مسلمان کافر ہیں۔ اور ان کے نکاح فسخ اور ولدالحرام ہے اور اس قسم کے لوگ اس ریاست میں بھی ہیں اور ریاست سے باہر بھی موجود ہیں۔

علماء حضرات کے فتویٰ تکفیر کے باوجود پاکستان کے حوالے سے مندرجہ ذیل احباب نے جرات کے ساتھ اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا ہے جن میں

(۱) قائداعظم محمد علی جناح (۵) چیف جسٹس ایس اے رحمان
(۲) حضرت علامہ اقبال (۶) غلام احمد پرویز
(۳) چیف جسٹس محمد رستم کیانی (۷) وارث میر
(۴) جسٹس محمد منیر (۸) حنیف رامے

(۹) م ش مرحوم
(۱۰) ارشاد احمد حقانی
(۱۱) فضل حق
(۱۲) پروفیسر عثمان خان
(۱۳) رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ
(۱۴) ایس ایم ظفر
(۱۵) رئیس امروہوی
(۱۶) ڈاکٹر خیال امروہوی
(۱۷) شہزاد احمد
(۱۸) سبط الحسن
(۱۹) اصغر علی گھرال ایڈووکیٹ
(۲۰) فیض احمد فیض
(۲۱) احمد فراز
(۲۲) پروفیسر ڈاکٹر سلیم اختر
(۲۳) پروفیسر حسن مظفر
(۲۴) سید شبیر رضا رضوی
(۲۵) عبداللہ ملک
(۲۶) اقبال حیدر
(۲۷) محترمہ کشور ناہید
(۲۸) زیڈ اے سلہری
(۲۹) عبدالقادر حسن
(۳۰) الطاف گوہر
(۳۱) حسن نثار
(۳۲) الطاف جاوید
(۳۳) سید افضل محمود
(۳۴) صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی
(۳۵) اقبال احمد خان
(۳۶) خوشنود علی خان
(۳۷) محترمہ افضل توصیف
(۳۸) پروفیسر ڈاکٹر سلیم اختر
(۳۹) ولی خان
(۴۰) قاضی جاوید
(۴۱) ڈاکٹر محمد اجمل نیازی
(۴۲) احمد سلیم
(۴۳) ڈاکٹر طاہر تونسوی
(۴۴) حمید نظامی
(۴۵) جسٹس انوار الحق
(۴۶) پروفیسر رفیع اللہ شہاب
(۴۷) عبدالحکیم خلیفہ
(۴۸) ڈاکٹر مبارک علی
(۴۹) ڈاکٹر جاوید اقبال
(۵۰) جمیل جالبی
(۵۱) غلام جیلانی برق
(۵۲) منو بھائی
(۵۳) فخر زمان
(۵۴) اشرف ظفر
(۵۵) سید اسد گیلانی
(۵۶) زبیر رانا
(۵۷) ستار طاہر
(۵۸) مظہرالدین صدیقی

(۵۹) احمد ندیم قاسمی
(۶۰) حامد میر
(۶۱) ضیا شاہد
(۶۲) مجیب الرحمان شامی
(۶۳) اشفاق احمد
(۶۴) جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ
(۶۵) پروفیسر اصغر ندیم سید
(۶۶) نیاز فتحپوری
(۶۷) ڈاکٹر عبدالسلام
(۶۸) نعیم صدیقی
(۶۹) پیام شاہجہان پوری
(۷۰) ثاقب زیروی
(۷۱) عبدالمجید سالک
(۷۲) ڈاکٹر وزیر آغا
افتخار حسین
(۷۳) ڈاکٹر وحید قریشی
(۷۴) قراۃ العین حیدر
(۷۵) میر خلیل الرحمان
(۷۶) ولایت حسین گردیزی
(۷۷) خالد اسحاق ایڈووکیٹ
(۷۸) افضل حیدر ایڈووکیٹ
(۷۹) افتخار گیلانی ایڈووکیٹ
(۸۰) خالد رانجھا ایڈووکیٹ
(۸۱) اعتزاز احسن
(۸۲) مشاہد حسین
(۸۳) مجید نظامی
(۸۴) وقار مصطفیٰ
(۸۵) نسیم سیفی
(۸۶) ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی
(۸۷) الطاف قریشی
(۸۸) طارق عزیز
(۸۹) راجہ انور
(۹۰) سید قاسم محمود
(۹۱) شوکت واسطی
(۹۲) ڈاکٹر وحید قریشی
(۹۳) عطاء الحق قاسمی
(۹۴) عنایت اللہ

ایک نظر فرقوں کی تعداد پر بھی ڈال دیتے ہیں کیونکہ بہت سارے دوست ان فرقوں کی تعداد کے بارے میں نہیں جانتے ذیل میں ان کی مختصراً تفصیل پیش کی جاتی ہے۔
آج کل فرقوں کے نام کچھ اور ہیں لیکن عقائد کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ بلکہ تمام مسلمان ان ہی عقائد کے دائروں میں گھومتے ہیں۔
اور آنحضور کی پیش گوئی کے مطابق "میری امت میں 73 فرقے ہوں گے" ان فرقوں کی تفصیل پیش کی جاتی ہے یہ تفصیل اسلامی سائیکلو پیڈیا (منشی محبوب عالم) ایڈیٹر اخبار پیسہ لاہور سے لی گئی ہے
یہ فرقے چھ بڑے گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔
(ا) روافض (2) خوارج (3) جبریہ (4) قدریہ (5) جہمیہ (6) مرجیتہ
آگے ان میں سے ہر ایک گروہ کے بارہ بارہ فرقے ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔
علویہ :۔ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو نبی مانتے ہیں۔
اجریہ :۔ حضرت علی کو شریک نبوت رسول سمجھتے ہیں۔
شعیہ :۔ ان کے نزدیک جو شخص حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل نہ سمجھے وہ کافر ہے۔
اسحاقیہ :۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نبوت رسول اللہ پر ختم نہیں ہوئی۔
زیدیہ :۔ ان کے نزدیک نماز کی امامت بجز اولاد علی کسی کے لئے جائز نہیں۔

عباسیہ :- جو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے سوا کسی کو امام نہیں سمجھتے۔

مضطریہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ خیرو شر خدا کی جانب سے اور بندہ کا اس میں کوئی اختیار نہیں۔

افعالیہ :- ان کے نزدیک بندہ فعل تو کرتا ہے مگر اسے قدرت و اختیار نہیں ہے۔

معیہ :- یہ کہتے ہیں کہ آدمی کیلئے فعل و قدرت ہے لیکن وہ طاقت اور قدرت خدا نے نہیں دی۔

تارکیہ :- ان کے نزدیک ایمان کے بعد اور کوئی چیز فرض نہیں۔

بخشیہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ ہر شخص اپنا حصہ کھاتا ہے پس وہ کسی کو کچھ دینا ضروری نہیں ہے۔

مسمینہ :- کہتے ہیں کہ خیروہ خیر ہے جس سے دل تسلی پاوے۔

کستاگرنیہ :- کہتے ہیں کہ ثواب و عذاب عمل سے زیادہ نہیں ہوتا۔

حبیبہ :- ان کے نزدیک دوست اپنے دوست کو ہرگز عذاب نہیں کرتا

خوفیہ :- کہتے ہیں کہ دوست ہرگز نہیں ڈراتا۔

فکریہ :- ان کے ہاں معرفت حق میں فکر کرنا عبادت سے بہتر ہے۔

حسیہ :- کہتے ہیں کہ عالم میں قسمت نہیں ہے۔

حجتیہ :- کہتے ہیں کہ جب کام خدا کی تقدیر سے ہوتے ہیں تو بندے پر کوئی حجت نہیں ہے جس سے وہ گرفتار ہو۔

احدیہ:۔ کہتے ہیں کہ فرض کا تو ہمیں اقرار ہے مگر سنت سے انکار ہے۔

سوبیہ:۔ان کا عقیدہ ہے کہ نیکی یزداں ہے اور بدی اہرمن ہے۔

کیسانیہ:۔ ان کے نزدیک انسان کے افعال مخلوق ہیں۔

شیطانیہ:۔ ان کا عقیدہ ہے کہ شیطان کا وجود نہیں ہے۔

شیریکہ:۔ ان کے نزدیک ایمان غیر مخلوق ہے کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

وہمیہ:۔ کہتے ہیں کہ ہمارے افعال کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا۔

رویدیہ:۔ ان کے نزدیک دنیا فانی نہیں ہے۔

ناکسیہ:۔ کہتے ہیں کہ امام کے ساتھ لڑنا جائز ہے۔

متبریہ:۔ ان کے نزدیک گنہگار کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

قاسطیہ:۔ یہ کہتے ہیں کہ علم مال حکمت اور ریاضت کا حاصل کرنا فرض ہے۔

نظامیہ:۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کو شے کہنا جائز ہے۔

متوقیہ:۔ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ شر مقدر ہے یا نہیں۔

امامیہ:۔ جو دنیا کو امام غیب خالی نہیں جانتے اور نماز صرف بنو ہاشم کے پیچھے پڑھتے ہیں۔

ناوسیہ:۔ ان کے نزدیک جو شخص اپنے آپ کو دوسرے سے افضل سمجھے وہ کافر ہے۔

متناسخیہ:۔ کہتے ہیں کہ جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو جائز ہے کہ دوسرے جسم میں چلی جائے۔

لاعنیہ:۔ جو حضرت طلحہ حضرت زبیراور ام المومنین حضرت عائشہ پر لعنت کرتے ہیں۔ (نعوذباللہ)

راجعیہ:۔ جو حضرت علی کے دوبارہ دنیا میں آنے کے قائل ہیں۔

مرتضیہ:۔ ان کے نزدیک مسلمان بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔

ازرقیہ:۔ ان کے نزدیک کوئی شخص اچھی خواب نہیں دیکھ سکتا کیونکہ وحی منقطع ہوچکی ہے۔

عبیہ:۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہمارے کام خدا تعالی کی خواب میں حاصل ہوتے ہیں نہ اس کی قدرت اور خواہش سے۔

خازمیہ:۔ کہتے ہیں کہ فرضیت ایمان معلوم نہیں ہوئی۔

خلفیہ:۔ کہتے ہیں کہ کفار کے مقابلے سے بھاگنا جو دو چند ہوں کفر ہے۔

ریاضیہ:۔ ان کے نزدیک ایمان قول صالح ۔ عمل صالح اور نیت سنت ہے۔

کوزیہ:۔ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ ملنے کے سوا بدن پاک نہیں ہوتا۔

کنزیہ:۔ ان کے نزدیک زکواۃ فرض نہیں۔

معتزلہ:۔ ان کا عقیدہ ہے کہ شر تقدیر الٰہی سے نہیں ہے اور فاسق

کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوتی اور ایمان کسی ہے اور قرآن مخلوق ہے اور مردوں کو دعا اور صدقہ سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ معراج بیت المقدس کے آگے ثابت نہیں اور حساب کتاب و میزان کچھ نہیں ہے اور فرشتے مومنین سے افضل ہیں اور اولیا کی کرامت کوئی چیز نہیں اور اہل جنت کے لئے سونا اور مرنا ہے اور مقتول اپنی موت سے نہیں۔ قیامت کی علامات مثل دجال وغیرہ کچھ نہیں ہیں۔

میمونیہ:۔ ان کے نزدیک ایمان بالغیب باطل ہے۔

محکمیہ:۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالی کا خلقت پر کوئی حکم نہیں ہے۔

سراجیہ:۔ کہتے ہیں کہ پہلے لوگوں کے احوال ہمارے لئے حجت نہیں ہے بلکہ ان کا انکار کرنا واجب ہے۔

اخنسیہ:۔ کہتے ہیں کہ بندے کو اعمال کی جزاء نہیں ملتی۔

معطلیہ :۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی صفات مخلوق ہیں۔

متراصبیہ :۔ ان کے نزدیک علم۔قدرت اور مشیت مخلوق ہیں مگر خلق غیر مخلوق ہے۔

متراقبیہ :۔ کہتے ہیں کہ حق تعالی مکان میں ہے۔

واردیہ :۔ ان کے نزدیک جو دوزخ میں جائے گا وہ پھر وہاں سے نہیں آئے گا اور مومن دوزخ میں نہ جائیں گے۔

حرقیہ :۔ یہ کہتے ہیں کہ اہل دوزخ اس طرح جلیں گے کہ ان کا

نشانہ تک دوزخ میں نہ رہے گا۔
خلوقیہ :- کہتے ہیں کہ قرآن تورات انجیل اور زبور مخلوق ہیں۔
عبریہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفے ایک عاقل و حکیم شخص تھے رسول نہیں تھے۔
فانیہ :- یہ کہتے ہیں کہ جنت و دوزخ دونوں فنا ہوجائیں گے۔
زنادقیہ :- ان کے نزدیک معراج روح سے ہوا ہے نہ بدن سے اور خدا کو دنیا میں دیکھ سکتے ہیں اور علم قدیم ہے اور قیامت کوئی چیز نہیں۔
لفظیہ :- ان کے نزدیک قرآن قاری کا کلام ہے نہ کہ کلام الہٰی ہاں قرآن کے معنی کلام الہٰی ہیں۔
قبریہ :- عذاب قبر کے منکر ہیں۔
واقفیہ :- کہتے ہیں کہ قرآن کے مخلوق ہونے کے بارے میں ہمیں توقف ہے۔
تارکیہ :- جو کہتے ہیں کہ ایمان کے بعد اور کوئی چیز فرض نہیں۔
شائیہ :- جو کہتے ہیں کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جو چاہے کرے اس پر کوئی عذاب نہیں ہے۔
راجیہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ اطاعت سے مقبول اور معصیت سے عاصی نہیں ہوتا۔
شاکیہ :- جو اپنے ایمان میں شک رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان علم سے جو شخص جمیع اوامر و نواہی کو نہیں جانتا وہ کافر ہے۔

عملیہ :- کہتے ہیں کہ ایمان عمل ہے۔
مستوصیہ :- ان کے نزدیک ایمان کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ۔
مشیہ :- یہ کہتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ مومن ہیں۔
اثریہ :- کہتے ہیں کہ قیاس باطل ہے اور صلاحیت دلیل نہیں رکھتا۔
واقفیہ :- کہتے ہیں کہ قرآن ہونے کے بارے میں ہمیں توقف ہے۔
بدعیہ :- کہتے ہیں کہ امیر کی اطاعت واجب ہے اگرچہ وہ معصیت کا حکم ہی کرے۔
مشبیہ :- کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔
حشویہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ واجب سنت اور مستحب سنت ایک ہیں۔

//احمدیہ :- اس فرقہ کی بنیاد تقریبا سوسال قبل مرزا احمد قادیانی نے رکھی تھی۔اس فرقہ کے لوگ مرزا غلام احمد کو امام مہدی مانتے ہیں 100 زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کرچکے ہیں۔
بین الاقوامی سطح پر سٹیلائٹ کے نظام کے تحت ایک ٹیلی ویژن نیٹ ورک (MTA) کے نام سے کام کر رہا ہے۔ جناب بھٹو صاحب کی قومی اسمبلی اس فرقہ کو غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔
جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ان کی غیر اسلامی سرگرمیوں کی وجہ سے ان پر مکمل پابندی لگادی۔

فرقہ بندی کے علاوہ مسلمانوں کی حالت زار کے بارے میں تبصرہ بھی ملاحظہ ہو۔
آج اسلام کی باگ دوڑ تقریباً دنیا پرست علماء کے ہاتھ میں ہے اس بات کا نقشہ جناب سید اسد گیلانی صاحب نے اپنے ایک مضمون "باب دی آواز" میں یوں ذکر کیا۔ پنجاب کے معاشرہ میں دنیا پرست علماء کی بھی بے حد کثرت ہے جنھوں نے دین اسلام کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے یہ لوگ دین کو فقہ بندی کا رنگ دیتے ہیں - یہ دنیادار علماء سو بھی طاغوت کا پایہ ہوتے ہیں - ان کے ساتھ لفظ عالم سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے -
علم دین کو دنیا کمانے والا مولوی کا کام سب سے زیادہ ناپاک اور گھٹیا کام ہوتا ہے - مسلمانوں میں نفاذ دین کی اسلامی تحریکوں کو مطعون کرنا اور اس کے بے لوث کارکنوں کو کافر قرار دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے -وہ مسلمانوں میں تفرقے ڈالتا ہے اور ان کو آپس میں لڑا کر طاغوت اور سامراج کو طاقت پہنچاتا ہے - ایسا عالم مولوی بت خانے کا وہ پاسبان ہوتا ہے جو کعبہ کا نام لے کر بتوں کی حفاظت کرتا ہے -

73 فرقوں والی حدیث پر مزید تبصرہ

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے ہیں - جن

میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں
کے جوتے سے ہوتی ہے - یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی
ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امت میں سے بھی ایسا کوئی
بدکار نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر (72) فرقوں میں بٹ گئے میری
امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی -(1) لیکن ایک فرقے کے
سوا باقی تمام جہنم میں جائیں گے - (2) صحابہ نے پوچھا یہ ناجہ (جنتی)
فرقہ کونسا ہو گا تو حضور نے فرمایا وہ فرقہ جو میری اور میرے صحابہ
کی سنت پر عمل پیرا ہو گا۔ (ترمذی ---- ابن ناجہ)

(1) میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی -
(2) ایک فرقے کے سوا باقی تمام جہنم میں جائیں گے -
(3) ناجہ (جنتی) فرقہ میری اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا

پہلی بات تو طے ہے کہ اسلام کے تمام فرقے حضرت رسول اللہ کے
فرمان کے مطابق میری امت ہوں گے - کیونکہ فرمایا میری امت
کے تہتر فرقے ہو جائیں گے - اب آنحضورؐ کے ارشاد کے مطابق
کسی فرقہ کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی فرقہ کو کافر قرار دے جبکہ خود
آنحضور سب کو اپنی امت قرار دے رہے ہیں -
دوسری بات یہ کہ ایک فرقے کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے
- اب اصل جھگڑا یہاں کھڑا ہوتا ہے کہ ہر فرقہ اپنے آپ کو جنتی
تسلیم کر رہا ہے - اگرچہ ایسا سوچنا سراسر غلط ہے - فرض کریں کہ

آنحضور کی امت A - B - C - D اور E فرقوں میں تقسیم ہے ...... یہ بات بھی حقیقت ہے کہ ہر فرقے میں اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں - اب اگر فرقہ A یہ سوچتا ہے کہ وہ جنتی ہے تو کیا اس فرقہ کے اچھے لوگوں کے ساتھ برے لوگ بھی جنت میں چلے جائیں گے -
ایسا ہرگز ممکن نہیں کیونکہ خدا اتنی بڑی ناانصافی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی فرقہ کے برے لوگوں کو بھی جنت میں بھیج دے - اور باقی ماندہ فرقوں کے اچھے لوگ تمام کے تمام دوزخ میں چلے جائیں -
جبکہ قرآن کا یہ حکم ہے کہ وہ ہر شخص کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی سنبھال کر رکھے گا - اس فلسفہ کی رو سے ہر فرقہ کے نیک لوگوں کی نیکی کی ضمانت موجود ہے -
معلوم یہ ہوا کہ تمام فرقوں کے نیک لوگ دراصل وہ ایک فرقہ کہلائیں گے جو جنتی فرقہ ہو گا - کیونکہ وہ نیک ہوں گے اور نیکی میں آنحضور اور آنحضور کے صحابہ کے نقش قدم پر چلیں گے -
جس طرح آنحضور اور انحضور کے صحابہ کرام کی ذات مبارکہ سے کائنات کی ہر شے محفوظ تھی -
اس طرح جنتی فرقہ کے لوگوں کے ہاتھوں سے بھی ہر شخص ہر لحاظ سے محفوظ ہو گا - حفاظت اور انسانی خدمت - عفو اور درگزر کے حوالوں سے انحضور کی ذات مبارکہ رحمت العالمین کہلائی -
جنتی فرقہ کی نشان دہی کیلئے ایک مثال سے سمجھانے کی کوشش کروں گا -

جس طرح ملک - خان - بلوچ - پٹھان - چوہدری - جٹ - راؤ وغیرہ جب دسویں کلاس میں پڑھ رہے ہوتے ہیں - تو ہر طالب علم اپنی ذات کے حوالے سے علیحدہ تشخص نہیں رکھتا بلکہ وہ دسویں کلاس کا طالب علم کہلاتا ہے - کیونکہ وہ دسویں کلاس کا کورس پڑھ رہا ہوتا ہے اور اس پر عمل کر رہا ہوتا ہے - اس لئے جٹ ہونے کے باوجود دسویں کا طالب علم کہلاتا ہے ــــــ

اسی طرح رسول اللہ کی امت کے 73 فرقے مثال کے طور پر A - B - C - D اور E علیحدہ علیحدہ ہونے کے باوجود ان میں سے جو لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نقش قدم کے کورس کو پڑھیں گے اور عمل کریں گے تو وہ A - B - C - D اور E فرقوں کے حوالے سے نہیں پہچانے جائیں گے - بلکہ وہ جنتی فرقہ کے حوالے سے پہچانے جائیں گے - کیونکہ وہ جنتی فرقہ کے کورس پر عمل کر رہے ہوں گے -

اب دیکھنا یہ ہی کہ انحضور کی سنت مبارکہ کیا تھی - یعنی جنتی فرقہ کا کورس کیا ہے - جب کسی نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضور کی سنت مبارکہ کیا تھی آپ نے فرمایا کہ "آپ قرآن شریف نہیں پڑھتے ...... آنحضور کی ذات مبارک قرآن مجید کی تعلیم کا عملی نمونہ تھی - جو دراصل جنتی فرقہ کا کورس ہے -

قرآن میں ارشاد ہے -

(1) کسی کے جھوٹے خدا کو بھی گالی نہ دو۔ (6/108)

(2) ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ (5/32)

(3) ہر ایک کی عبادت گاہ قابل احترام ہے۔ (22/40)

(4) کسی کی دل آزاری نہ کی جائے۔ (3/134)

(5) عدل کا نظام رائج کیا جائے۔ (16/90)

(6) ہاتھ زبان اور عمل سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائی جائے(30، 17)

(7) دین میں کوئی جبر نہیں۔ (2/256)

(8) کسی کے مذہبی نظریات میں دخل اندازی جائز نہیں۔(76/3)

(9) بنی آدم قابل عزت ہیں۔ (17/70)

(10) جس کا جی چاہے ایمان لائے جس کا جی چاہے نہ لائے(29، 18)

(11) پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ (4/36)

(12) غصے پر قابو کریں۔ (3/134)

(13) کسی پر تہمت نہ لگائیں۔ (24/23)

(14) حق بات کہی جائے۔ جھوٹی گواہی نہ دی جائے۔ (4/135)

(15) زمین پر اکڑ کر مت چلو۔ (31/18)

ثابت یہ ہوا کہ ان 73 فرقوں میں سے جو سارے کے سارے آنحضور کی امت میں سے ایک جنتی فرقہ تیار ہوگا یعنی ان 73 فرقوں کے تمام معصوم انسان جن کے ہاتھ سے سارے بنی نوع انسان محفوظ ہوں گے وہ جنتی ہے جو شخص بھی جس فرقہ سے تعلق

رکھتا ہے آنحضورؐ کے امت میں شامل ہے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی فرقہ کے لوگوں کو کافر قرار دے جنتی فرقہ بہر حال ان تمام فرقوں کے نیک لوگوں کے افراد پر مشتمل ہو گا۔

اب یہاں ایک بات قابل وضاحت ہے کہ ہمارے ملک میں سارے فرقے ایک دوسرے سے دست گریباں ہیں اپنی اصلاح کی فکر نہیں دوسروں کی اصلاح کی فکر ہے۔ ہر فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ دوسرا فرقہ غلط راستے پر ہے ہم اسے صحیح راستے پر چلا کر دم لیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا قرآن ہمارے ان رویوں کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآن نے دین کے معاملہ میں ہر شخص کی آزادی کا خیال رکھا ہے اور حریت کامل عطا فرمائی ہے اور کسی کے عقیدہ پر جبر کرنے کے متعلق اجازت نہیں دی کیونکہ دنیا میں یہی سب سے بڑا ظلم ہے "سورہ یونس" میں ہے۔

اگر تیرا رب چاہتا تو روئے زمین کے سارے آدمی ایمان لے آتے (پھر آنحضور کو مخاطب کر کے کہا)

کیا آپ لوگوں پر زبردستی کریں گے کہ وہ مومن ہو جائیں۔

اس جگہ آزادی ضمیر و فکر کے سلسلہ میں تاریخ اسلام کا خوبصورت حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم کے پاس ایک عیسائی غلام تھا کبھی کبھی آپ اس کے سامنے اسلام کی خوبی اور صداقت پیش فرماتے اور مسلمان ہونے کی ترغیب دیتے تھے ہر وقت وہ غلام قبول اسلام سے انکار کرتا تھا اس کے انکار پر حضرت

عمر یہ جواب ارشاد فرماتے جیسی تمہاری مرضی کیوں کہ اسلام میں جبر نہیں ہے۔ (اسلام کا نظریہ حیات از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم)
اس کے علاوہ ایک اور مستند حوالہ دوستوں کی خدمت میں حاضر ہے

عمر ضائع کردی۔

مولانا مفتی محمد شفیع کی گواہی جو علماء کے لئے دلیل راہ ہے۔
قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوتا تھا اور مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری صاحب رحمت اللہ علیہ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال حسب معمول جلسے میں تشریف لائے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ایک صبح نماز فجر کے وقت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت اندھیرے میں سر پکڑے بہت مغموم بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کیسا مزاج ہے؟ کہا۔ ہاں ٹھیک ہے میاں۔ مزاج کیا پوچھتے ہو۔ عمر ضائع کردی۔
میں نے پوچھا: حضرت! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت اور دین کی اشاعت میں گزری ہے۔
آپ کے ہزاروں شاگرد علماء اور مشاہیر ہیں جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی ہے تو پھر کس کی عمر کام میں لگی؟ فرمایا میں تم سے صحیح کہتا ہوں۔ میں نے عمر ضائع کردی میں نے عرض کیا: حضرت۔ بات کیا ہے؟ فرمایا: ہماری عمر کا۔ ہماری تقریروں کا۔ ہماری ساری کاوشوں کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کا غلبہ قائم

کرویں امام ابو حنیفہ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اوردوسرے ائمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کریں - یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا - تقریروں کا اور عملی زندگی کا -

"اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی! ابو حنیفہ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں ؟ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے - وہ لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا وہ تو ہمارے محتاج نہیں -

اور ہم امام شافعی مالک اور احمد بن حنبل اور دوسرے مسلک کے فقہاکے مقابلے یہ جو ترجیح قائم کرتے آئے ہیں - کیا حاصل ہے اسکا؟

اسکے سوا کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو "صواب محتمل الخطا(درست مسلک میں خطا کا احتمال موجود ہے اور دوسرے کے مسلک کو " خطا محتمل الصواب" (غلط مسلک جس کے حق ہونے کا احتمال موجود ہے) کہیں - اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں ان تمام بحثوں - تدقیقات اور تحقیقات جن ہم مصروف ہیں -

پھر فرمایا :ارے میاں! اس کا تو کہیں حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کون سا مسلک صواب تھااور کون سا خطا لہذا اجتحادی مسائل کا صرف اس دنیا میں فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے دنیا میں ہم تمام تر تحقیق و کاوش کے بعد زیادہ سے زیادہ یہی کہ سکتے ہیں کہ یہ بھی

صحیح ہے اور وہ بھی صحیح یا یہ کہ یہ صحیح ہے لیکن احتمال موجود ہے۔
دنیا میں تو یہ ہے ہی قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ رفع یدین. حق تھا یا ترک رفع یدین حق تھا؟ آمین بلجھر. حق یا بالسر حق تھی۔

"اللہ تعالیٰ شافعی کو رسوا کرے گا نہ ابو حنیفہ کو مالک کو رسوا کرے گا نہ احمد بن حنبل کو۔جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے۔ جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے لگادیا ہے جنہوں نے نور ہدایت چار سو پھیلایا ہے۔ جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا کہ وہاں میدان حشر میں کھڑا کرکے یہ معلوم کرے کہ ابو حنیفہ نے صحیح کہا تھا یا شافعی نے غلط کہا تھا یا اس کے برعکس۔

"تو جس چیز کو دنیا میں کہیں نکھرنا ہے نہ برزخ میں اور نہ محشر میں اسی کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کردی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی مجمع علیہ اور سبھی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی ضروریات جو سبھی کے نزدیک اہم تھیں جن کی دعوت انبیائے کرام لے کر آئے تھے جن دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا اور جن منکرات کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی آج وہ دعوت تو نہیں دی جارہی۔

آج ضروریات دین تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہورہی ہیں اور اپنے اور اغیاران کے چہرے کو مسخ کررہے ہیں۔اور وہ منکرات

جن کو مٹانے میں ہمیں لگے ہونا چاہئے تھا پھیل رہے ہیں۔ گمراہی پھیل رہی ہے الحاد آرہا ہے شرک و بت پرستی چل رہی ہے اور حلال و حرام کا امتیاز اٹھ رہا ہے۔ لیکن ہم لگے ہوئے ہیں ان فروعی بحثوں میں۔" حضرت شاہ صاحب نے آخر میں فرمایا! یوں غمگین بیٹھا ہوں اور محسوس کررہا ہوں کہ عمر ضائع کردی!"۔

اردو ڈائجسٹ مارچ 1993

کاش ہم انسان بن جائیں اورانس(پیار) لوگوں میں تقسیم کریں۔
کاش ہم مسلم بن جائیں اور سلامتی لوگوں میں تقسیم کریں۔
کاش ہم مومن بن جائیں اور امن لوگوں میں تقسیم کریں۔
اور پوری روئے زمین پر صرف ایک نعرہ ہو"۔

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

انسان زندہ باد قرآن زندہ باد پاکستان زندہ باد

قرآنی اقتصادی نظام کے مضمون کے خاتمہ کے بعد قرآن مجید سے ایک CHECK LIST یہاں پیش کی جارہی ہے۔ ہم سب مل کر اس چیک لسٹ کی مدد سے اپنا محاسبہ کریں کہ کیا ہم خدا کے نیک بندوں میں شامل ہیں یا پھر خدا کے ناپسندیدہ لوگوں میں شامل ہیں۔ اگر نیک بندوں میں شامل ہیں تو پھر ہمیں قرآن کے اقتصادی نظام کے لئے کام کرنا ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ ناپسندیدہ لوگوں میں شامل ہیں تو پھر فکر کا مقام ہے خدا کا عذاب ہمارے سامنے ہے۔ یہ قانون قدرت ہے کہ جو قوم خدا کے نظام کے خلاف نام رہتی ہے خدا اس قوم کی جگہ اور قوم کو لے آتا ہے جو اللہ کے قانون کے تابع ہو

خدا کے نیک بندوں کی صفات

متقی ہوں۔ 5:92 , 2:2

غیب پر ایمان رکھتے ہوں۔

17:90, 11:65, 9:46, 36:42, 35:33, 1:23, 177, 3:2

قرآن مجید اور پہلی کتابوں پر ایمان رکھتے ہوں۔ 58:23, 4:2

آخرت پر ان کا یقین ہو۔ 26:70, 3:27, 4:2

قیامت کی جوابدہی سے خائف ہوں۔ 7:76, 27:70, 12:67, 2:23

نماز کے پابند ہوں۔ 3:23, 22:70, 38:42, 3:27, 9:23, 3:8, 15:87

بندگی کرنے والے ہوں۔ 112:9, 35:33

کثرت سے خدا کو یاد کرنے والے ہوں۔ 15:87, 35:33

تہجد گذار ہوں۔ 64:25

خدا کے رزق میں سے خرچ کرتے ہوں۔ 24:70, 35:33, 60:23

محض لوجہ اللہ صدقہ و خیرات کرنے والے ہوں۔ 24:70, 35:33,

زکوۃ دینے والے ہوں۔ 3:27, 4:23, 177:2

قحط میں لوگوں کو کھلاتے ہوں۔ 14:90

غلام آزاد کریں۔ 13:90

قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہوں۔ 8:76

مسکین نواز ہوں۔ 16:90, 8:76, 177:2

مسافروں پر خرچ کرتے ہوں۔ 177:2

اپنا جان و مال خدا کے ہاتھ بیچ چکے ہوں اور اس کی راہ میں لڑتے اور مارے جاتے ہوں۔ 111:9

روزہ دار ہوں۔ 35:33

پاکیزہ نفس ----- متزکی ----- ہوں۔ 9:91, 14:87

خواہشات نفس پر قابو رکھتے ہوں۔ 40:79

دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتے ہوں۔ 3:13, 17:90

فرماں بردار ہوں۔ 38:42, 35:33

باعفت (پاکدامن) ہوں اور گناہوں سے بچیں۔ 37:42, 35:33, 5:23

اغویات سے پرہیز کریں۔ راست گو ہوں۔ 35:33

خاشع ہوں۔ 35:33, 2:23

بدلہ لیں لیکن اس وقت جب ان پر چڑھائی کیجائے۔ 39:42

عمل صالح کرتے ہوں۔ 3:103, 7:98, 6:95, 11:65, 9:64

اپنی شہادت پر قائم رہیں۔ 33:70

لوگوں کو تقویٰ کی تلقین کریں۔ 12:96

دوسروں کو رحم کی تلقین کریں۔ 17:90

دوسروں کو سچے دین کی تلقین کریں۔ 4:103

حمد کرنے والے ہوں۔ 112:9

امانت اور عہد کے پابند ہوں۔ 32:70, 8:23, 177:2

زمین پر دبے پاؤں چلیں۔ 63:25

جاہلوں کو دور ہی سے سلام کردیں۔ 72:25, 3:23

اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں۔ 36:42، 2:8

نفس مطمئنہ کے حامل ہوں۔ 27:89 تا 30

توبہ کرنے والے ہوں۔ 112:9

خدا کی حدود کا خیال رکھنے والے ہوں۔ 112:9

غصے میں عفوودرگذر سے کام لینے والے ہوں۔ 37:42

عقل مند ہوں اور زمین و آسمان میں غوروفکر کرتے ہوں 191:3

اچھی باتوں کا اتباع کریں۔ 18:39

باہمی مشورے سے اپنے معاملات طے کریں۔ 38:42

بھلی بات کی تصدیق کریں۔ 6:92

خدا کے عذاب سے پناہ مانگیں۔ 66، 65:25

نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے ہوں 112:9

آیات الٰہی کو بہرے کانوں نہ سنیں۔ 73:25

کسی کو ناحق قتل نہ کریں۔ 69، 68:25

خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ 68:25، 59:23

نہ فضول خرچ ہوں نہ کنجوس۔ 67:25

جھوٹی شہادت نہ دیں۔ 72:25

زنا نہ کریں۔ 69، 68:25

نیک اولاد اور نیک رفیقہ ہائے حیات کے آرزومند ہوں۔ 74:25

اتقاء و پرہیزگاری میں مقام اولیت کے خواہاں ہوں۔ 74:25

لالچ سے محفوظ ہوں۔ 16:64

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کا ساتھ دیتا ہے

اللہ ساتھ دیتا ہے

صبر کرنے والوں کا۔ 66, 46:8, 249, 153:2

ڈرنے والوں (متقین) کا۔ 194:2, 128:16, 123, 36:9

ایمان والوں کا۔ 88:21, 103:10, 64, 19:8

نیکی کرنے والوں (محسنین) کا۔ 69:29, 56:7

اللہ و رسول کی اطاعت اور جہاد کرنے والوں کا۔ 33:47 تا 35

نماز زکوٰۃ ادا کرنے والوں، رسولوں پر ایمان لانے والوں اور خدا کو قرض حسنہ دینے والوں کا۔ 12:5

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو پسند کرتا ہے

اللہ پسند کرتا ہے

نیکی کرنے والوں (محسنین وصالحین) کو۔ 196:7, 93, 13:5, 148, 134:3, 196:7, 93, 13:5, 148, 134:3,

اتباع رسول کرنے والوں کو۔ 31:3

صفائی پسندوں (مطہرین) کو۔ 108:9, 222:2

توبہ کرنے والوں (توابین) کو۔ 222:2

انصاف کرنے والوں (مقسطین) کو۔ 8:60, 9:49, 42:5

توکل کرنے والوں (متوکلین) کو۔ 159:3

صبر کرنے والوں (صابرین) کو۔ 146:3

پرہیزگاروں (متقین) کو۔ 7, 4:9, 172, 76:3

مومنوں کے لیے نرم اور کفار کے لئے سخت دل رکھنے والے مجاہدین کو۔ 4:61, 54:5

سچ بولنے والوں (صادقین) کو۔ 119:5

مہاجرین وانصار اوران کے سچے متبعین کو: 6:001

بیت رضوان کرنے والوں کو۔ 18:48

عہد کی پابندی کرنے والوں کو۔ 76:3

خدا کی راہ میں سیسہ پلائی دیوار کی طرح جم کر لڑنے والوں کو 4:61

ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں کو۔ 96:19

مفلحین و فائزین

(فلاح پانے والے اورہدایت یافتہ لوگ)

فلاح پانے والے لوگ وہ ہیں جو۔ متقی ہیں۔

بن دیکھے ایمان رکھتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔

خدا کے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور پہلے پیغمبروں پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں آخرت پر یقین ہے۔

2:2 تا 26:70, 52:24, 60, 57:23, 5, 4:31, 64:10, 5

نیکی کی دعوت دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ 104:3

جن کے (نیک اعمال کے) وزن بھاری ہوں گے۔ 102:23, 8:7

جو نبی امی پر ایمان رکھتے۔ اس کی رفاقت کرتے۔ اس کی مدد کرتے اور اس پر نازل شدہ نور کی اتباع کرتے ہیں۔ 157:7

جان ومال سے جہاد کرنے والے ہیں۔ 88:9

اللہ ورسول کے فیصلے کو دل وجان سے ماننے والے ہیں 52,15:24

(ہر معاملہ میں) اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں اور رشتہ داروں 'مساکین اور مسافرون کے حقوق اداکرتے ہیں۔ 38:3

احسان کرنے والے ہیں۔ 4:31

اللہ تعالیٰ کی اس جماعت میں داخل ہیں جوخدا ورسول کے مخالفوں سے دوستی نہیں رکھتی چاہے وہ ان کے اعزہ ہی ہوں۔ 22:58

لالچ اور حرص سے محفوظ ہوں۔ 16:64, 9:59

توبہ کرنے' ایمان رکھنے اور عمل صالح کرنے والے ہیں۔,9:64

ایمان لانے والے۔ نمازمیں خشوع کرنے والے۔ زکوٰۃ اداکرنے والے۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے۔ امانت دار۔ لغویات سے اعراض کرنے والے۔نماز کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ عہد کے پابند۔ 1:23 تا 9 ,22:70 تا 34

تزکیہ نفس کرنے والے۔ خداکویاد کرنے والے۔

نماز پڑھنے والے ہوں۔ 15, 14:87

نفس کو سنوارنے والے ہوں۔ 9:91

خدااورسول کی اطاعت کرنے والے ہوں۔ 71:33

ایمان لائیں عمل صالح کریں۔ 11, 9:64, 11:85, 30:45

اللہ کی راہ میں مال وجان سے جہاد کریں 111, 89, 88, 20:9
استغفار کریں اور خدا سے رحم طلب کریں۔ لوگوں کے استہزا پر صبر سے کام لیں۔ 111, 109:23
صبر کریں اور ہر مصیبت میں خدا کی طرف رجوع کریں۔ 156:2
ایمان لائیں اور پھر اس میں ظلم (شرک) کی ملاوٹ نہ کریں۔
59, 58:23, 82:6
تلاش رزق کے وقت بھی خدا کو کثرت سے یاد کریں۔
اپنی گواہیوں پر قائم رہیں۔ 33:70
جو پیغمبر پر ایمان لائے، اس کو تقویت دی، اس کی مدد کی
اور اس پر اتارے ہوئے نور کی پیروی کی۔ 157:7
گناہ معاف ہو کر دوزخ سے بچ رہنے والے، جنت میں داخل ہونے والے اور قیامت کو جن کے دائیں بائیں، اور سامنے نور ہوگا۔
20:59, 12:57, 5:48, 57 51:44, 9:40, 62, 60:37, 185:3

ہدایت یافتہ وہ لوگ ہیں۔

جنھیں خدا ہدایت دے۔ 178:7
اللہ و یوم آخر پر ایمان لائیں نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں خدا کے سوا کسی سے نہ ڈریں اور مساجد کی تعمیر جیسے نیک اعمال کریں۔
24:22, 18:9
قرآن مجید پر ایمان رکھیں۔ 137:2

خدا کے مطیع و فرمان بردار ہوں۔ 16:5, 20:3

حق کو قبول کریں۔ 108:11

وحی کی پیروی کریں۔ 50:34

اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ 69:29

خدا کی طرف رجوع کریں۔ 3:42

اللہ کا دامن تھامیں۔ 175:4, 101:3

جہاد اور ہجرت جیسے خدائی احکام بلا چوں و چراں بجا لائیں۔ 66:4

ہجرت و نصرت میں سبقت لے جانے والے اور ان کے نیک پیرو ہوں۔ 100:9

سرکشوں کی اطاعت سے بچیں، خدا کی طرف رجوع کریں خدا کی بات توجہ سے سنیں اور اس بہترین حکم کی اتباع کریں۔ 18, 17:39

پہلے ہی سے سیدھی راہ اختیار کریں۔ 76:19

وہ مومن مرد و عورت جنھیں اللہ تعالیٰ جنت میں پاکیزہ گھر اور خدا کی رضامندی حاصل ہوگی۔ 72:9

ناپسندیدہ لوگ

اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے

زیادتی کرنے والوں (معتدین) کو۔ 55:7, 87:5, 190:2

ناشکر گذاروں (کفار و کفور) کو۔ 28:22, 272:2

گناہ گاروں (اثیم) کو۔ 107:4, 276:2

منکروں (کافرین) کو - 45:30, 32:3

اترانے والوں (فرحین مختال) کو - 23:57, 18:31, 76:28, 36:4

فخر کرنے والوں (فخور) کو - 23:57, 18:31, 23:16, 36:4

بے انصافوں (ظالمین) کو - 40:42, 140, 57:3

دغابازوں (خوان) کو - 38:22, 58:8, 107:4

فساد کرنے والوں (مفسدین) کو - 77:28, 64:5

دولت وغیرہ اڑا دینے والوں (مسرفین) کو - 31:7, 142:6

بے حکموں (فاسقین) کو - 96:9

ان لوگوں کو جو خود بھی بخیل ہوں اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیں - 37:4

جو لوگوں کے دکھانے کو مال خرچ کریں اور اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہ رکھیں - 38:4

بڑا بننے والوں (متکبرین) کو - 23:16

بری باتوں کے پھیلانے والوں کو الا یہ کہ وہ مظلوم ہوں - 148:4

وہ لوگ جو فلاح پانے والے نہیں

(بلکہ نقصان اٹھانے والے ہیں)

وہ لوگ فلاح پانے والے نہیں جو - ظالم (گناہ گار و بے انصاف) ہیں - 111:20, 82:17, 23:12, 22, 21:11, 9:7, 135, 21:6

مجرم ہیں- 17:10, 23:7

خدا پر افترا باندھنے والے ہیں- 61, 20, 116:16, 21:11, 69:10

جادوگر ہیں- 69:20, 77:10,

کافر (منکر) ہیں- 85:40, 39:35, 82:28, 117:23, 12:6, 5:5

وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں جو فاسق ہیں خدا کے عہد کو توڑتے رشتوں کو قطع کرتے اور زمین مین فساد پھیلاتے ہیں 64, 27, 26:2

خدا کی کتاب سے انکار کرتے ہیں- 8:65, 12:6, 121:2

پیغمبر کو جھٹلاتے ہیں- 9:65, 92:7

خدا کی تدبیروں سے نڈر رہتے ہیں- 99:7

خدا کی راہ سے روکنے کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں 19:11, 36:8

منافق و کافر ہیں اور دینوی مال وجاہ میں مگن رہتے ہیں- 69:9

مرتد (ایمان لانے کے بعد کافر) ہوجاتے ہیں کیونکہ ان غافلوں کے قوائے ادراک پر مہر لگ چکی اور انہوں نے آخرت پر دینا کو ترجیح دی- 109, 107:16, 149:3

باطل پر ایمان لاتے اور اللہ سے انکار کرتے ہیں -52:29, 12:6

خدا کی آیات سے انکار کرتے ہیں 9:65, 63:39, 95:10, 9:7, 12:6

شیطان کی جماعت جن پر وہ غالب آچکا ہو اور انہیں خدا کی یاد بھلادی ہو- 9:58, 119:4

مال اور اولاد کی خاطر خدا سے غافل ہوجاتے ہوں- 9:63

آیات الٰہی کے وہ منکر جن کی دینوی زندگی کی عبادات اکارت گئیں اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کررہے- وہ لوگ جنہوں نے

آیات اور پیغمبروں کا مذاق اڑایا - 103:18

اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہیں - 85:3

میدان مقابلہ میں پسپائی دکھاتے ہیں - 21:5

بے گناہ بھائی کو قتل کرتے ہیں - 30:5

خدا کے سوا کسی دوسرے کو معبود بناتے ہیں - 64:39, 148:7

قیامت سے انکار کرتے ہیں - 18:46, 21:11, 45:10, 53:7, 31:6

خدا کو اپنے اعمال بد سے بے خبر سمجھتے ہیں - 22:41

منافق جو یہود و نصاریٰ سے گھل مل کر رہتے ہوں - 53:5

اللہ تعالیٰ سے نامناسب سوال کرتے ہیں - 47:11

شیطان کو دوست بناتے ہیں - 119:4

اپنی اولاد کو نادانی میں قتل کرتے اور رزق حلال کو حرام قرار دیتے ہیں -
141:6

قیامت کے روز اپنا سب کچھ ہار جائیں گے - 45:42, 15:39

اللہ کی عبادت تو کرتے ہیں مگر یکطرفہ - 11:22

جو نہ ایمان لاتے' نہ عمل صالح کرتے اور نہ حق و صبر کی
ایک دوسرے کو تلقین کرتے ہیں - 3, 2:103

جن کے (نیک اعمال کے) وزن ہلکے ہوں گے - 103:23

باطل پرست ہیں - 27:45, 78:40

جنھیں گمراہ ٹھہرایا گیا ہو - 178:7

اپنے نفس کو خاک آلودہ کر لیتے ہیں - 10:91

بروں کی محبت میں پڑ کر اپنے برے اعمال کو اچھا سمجھنے لگتے ہیں۔
25:41

جو اپنی اولاد کو بے وقوفی سے قتل کریں اور خدا کے رزق کو بلاوجہ حرام ٹھہرائیں۔ 140:6

فاسق و نافرمان لوگ

فاسق و نافرمان لوگ وہ ہیں جو۔

آیات بینات کا انکار کرتے ہیں۔ 49:6, 99:2

انبیاء پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کا وعدہ کر کے پھر جائیں۔ 82:3

آسمانی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے۔ 47:5

اہل کتاب کی اکثریت۔ مشرکین کی اکثریت۔ منافق ہیں۔

6:63, 96, 84:30, 67, 53:9 27, 26, 16:57, 81, 59:5, 110:3

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے اور گواہ پیش نہیں کر سکتے۔ 4:24

خلافت امن و سلامتی اور تمکین دین کے بعد بھی ناشکری کرتے ہیں۔
55:24

خدا کو بھول جاتے ہیں اور پھر اللہ انہیں اپنا آپ بھی بھلا
19:59

خدا کے عہد کو توڑتے، رشتوں کو کاٹتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔
27:2

جنھیں اللہ نے حکومت و نبوت سے نوازا ہو پھر بھی وہ احکام رسول بجا نہ لائیں 26:5

جو خدا سے نہیں ڈرتے، نہ اس کے حکم مانتے ہیں بلکہ
جھوٹی شہادتیں دیتے ہیں۔ 108:5
رسولوں کو جھٹلاتے اور جرم کرتے ہیں۔ 102:7
تکبر سے آیات الٰہی کو جھٹلاتے اور گمراہی کو اپناتے ہیں 49:6 ,145:7
اللہ و رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلہ میں رشتوں، کاروبار اور
گھروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ 96, 24:9
اللہ و رسول کا انکار کرتے، نماز میں سستی برتتے اور راہ خدا میں بادل
ناخواستہ خرچ کرتے ہیں۔ 80, 54, 53:9
قوم لوط کا عمل کرتے ہیں۔ 34:29, 74:21
فرعون اور قوم فرعون کا سا طرز عمل رکھتے ہیں 5:61, 54:43, 32:28
قوم نوح کا سا طرز عمل رکھتے ہیں 46:51
بنی نصیر کا سا طرز عمل رکھتے ہیں 5:59
خدائی احکام سے استہزا کرتے اور انہیں بدل دیتے ہیں 163:7, 59:2.

ظالم لوگ

ظالم لوگ وہ ہیں جو۔
مخلوق کو معبود ٹھرائیں۔ 11:31, 94:23, 64:21, 38:19, 92, 51:2
خدا کی حدود کو پھلانگیں۔ 1:65, 229:2
کافر ہوں۔ 17:59, 37:9, 128:3, 254:2
ثبوت حق اور دعوت اسلام کے بعد بھی اللہ پر افترا باندھیں 144, 94

وحی کے مطابق فیصلے نہ کریں- 45:5

آیات الٰہی کو جھٹلائیں- 17:10, 49:29, 105:23, 37:7, 21:6

خدا کے نیک بندوں کو اپنے ہاں سے ہانک دیں- 52:6

وحی الٰہی کے جھوٹے دعوے کریں- 37:28, 94:6

مجرم کی جگہ غیر مجرم کو پکڑلیں- 79:12

پیغمبر کو جھٹلائیں- 37:28, 8:25, 47:17, 113:16

قیامت سے انکار کریں- 99:17, 19:11

منافق جو وحی کے فیصلے سے گریز کریں- 48:24

استہزا اور برے القاب اور طعن کے گناہ کرکے توبہ نہ کریں- 11:49

چوری کریں- 38:5

خدا پر جھوٹ باندھیں، غلط طور پر نبی ہونے یا کلام اللہ کے مقابلہ کا دعویٰ کریں- 68:29, 18;11, 17:10, 37:7, 94:6

سود کھائیں- 279:2

خدا کی راہ سی روکیں- 19:11

شہادت کو چھپائیں- 140:2

حق (سچائی) کو جھٹلائیں- 32:39, 68:29

نادانی سے خواہشات (نہ کہ حق کی) پیروی کریں- 19, 18:45,

آیات الٰہی سے نصیحت کی جائے مگر وہ ان سے اعتراض کریں- ان کے دل اور کان ماؤف ہوچکے ہوں- 22:32, 57:18

اپنے ہم کرداروں کی حمایت کریں- 19:45

ان لوگوں سے دوستی رکھیں جنھوں نے مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالا یا نکالنے میں مدد دی اور ان کے خلاف جنگ لڑی - 9:60
اپنے اعمال کی بدولت ظالم ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں - 129:6

ناشکر گزار ہوں - 99:17
جو کوئی حجت و دلیل نہ مانے - 150:2

غیر ہدایت یافتہ لوگ

اللہ تعالیٰ اس قوم کو سیدھی راہ نہیں سمجھاتا (ہدایت نہیں دیتا بلکہ دلوں پر مہر لگا کر گمراہ کر دیتا ہے) جو - فاسق ہو - 24:9, 108:5

ظالم ہو - 5:62, 7:61, 10:46, 50:28, 109, 19:9

کافر ہو - 45:6, 51:5, 168, 86:4, 26:3, 258:2,

ایمان لا کر پھر کافر ہو جائے اور حق کی وضاحت کے باوجود اس سے انکار کر دے - 26:3

خائن ہو - 52:12
آیات الٰہی کو نہ مانے - 107, 104:16
جھوٹی ہو - 28:40, 3:39
حق کو نہ مانے - 3:39
مسرف (حد سے بڑھ جانے والی) ہو - 34, 28:40
جسے گمراہ ٹھہرایا جا چکا ہو - 37:17
جن کے دل اللہ کی یاد کے بارے میں سخت ہوں اور نور اسلام کو شرح صدر کے ساتھ قبول نہ کریں - 22:39

مرتاب (شبہ کرنے والی) ہو۔ 34:40
متکبر ہو۔ 35:40
جبار ہو۔ 35:40

جو خدا اور اہل ایمان کے دشمنوں سے' جو کافر ہیں' رسول اللہ اور اہل ایمان کو اللہ پر ایمان لانے کی خاطر گھروں سے نکال چکے ہیں' خفیہ یا ظاہر محبت کرتے اور دوستی لگاتے ہیں۔ 1:60
جو آیات الٰہی سنتے ہیں مگر ان سے اعتراض کرتے ہیں' ان کے دل اور کان ماؤف ہو چکے ہیں۔ 57:18
جو اپنی اولاد کو بے وقوفی سے قتل کریں اور خدا کے رزق کو خدا پر افترا کرتے ہوئے حرام ٹھہرائیں۔ 140:6
جو بار بار ایمان لائیں اور بار بار کفر کریں۔ 127:4
جو اپنے برے اعمال کو اچھا خیال کرتا ہو۔ 8:35

متاع دنیا اور آخرت

دینوی زندگی صرف لحو و لعب ہے مگر متقین کے لیے آخرت بہتر ہے۔
36:47، 64:29، 32:6
دینوی زندگی' لہو و لعب' تفاخر' زینت اور کثرت اموال و اولاد کی حرص کا نام ہے۔ 20:57
متقین محسنین کے لیے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت بہتر ہے۔
30:16، 109، 57:12، 169:7، 32:6
دینوی زندگی صرف دھوکے کا مال ہے اس سے دھوکہ نہ کھانا۔
اصل زندگی آخرت کی ہی ہے۔ 39:40، 64:29

خدا کے ہاں جو اجر ہے وہ اِس تماشے اور تجارت سے بہتر اور
بہت بڑا ہے۔ 20:57, 5:35. 33:31. 51:7. 130. 40:79, 10

مال اور اولاد دنیوی زندگی کی رونق ہیں - 46:18

(لیکن) رہنے والی نیکیاں ثواب و امید میں خدا کے ہاں زیادہ بہتر ہیں -
76:19. 46:18

انسان مال و دولت جمع کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ ہمیشہ اس کے
ساتھ رہے گا - 3, 2:104

مال سے انسان کی محبت بہت شدید ہے - بہتات کی حرص غفلت
میں مبتلا کر دیتی اور سرکش بنا دیتی ہے - 1:102, 7, 6:96

انسان دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہیں جب کہ آخرت زیادہ
بہتر و پائدار ہے - 17, 16:87

مال و اولاد فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس اجر عظیم ہے 15:64, 50, 49:39

یہ سونے چاندی کے گھربار صرف دنیوی زندگی کا ساز و سامان ہے
آخرت اللہ کے ہاں صرف متقین کے لیے ہے - 35:43

کافروں کی نظر میں دنیوی زندگی بڑی پرکشش ہے - 212:2

آخرت میں عذاب شدید بھی ہے اور خدا کی بخشش و رضامندی بھی -
20:57

جو شخص دنیوی زندگی کی رونق چاہتا ہے - خدا چاہے تو اسے پوری
پوری مل جاتی ہے مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا -
20:42. 19, 18:17, 16, 15:11, 202:2

مال و متاع جو انسانکو ملا ہے وہ دنیوی زندگی کی رونق ہے 36:42

مگر جو اجر خدا کے ہاں ہے صالح مومن متوکل کے لیے وہ زیادہ اچھا اور زیادہ پائدار ہے۔

رزق طیب اور زینت کو کس نے حرام کیا ہے یہ دنیا میں بھی اہل ایمان کے لیے اور آخرت میں بھی۔ 32:7

مال و اولاد کی وجہ سے خدا کی یاد سے غافل نہیں ہو جانا چاہیے جس نے ایسا کیا وہ خسارے میں رہے گا۔ 9:63

بعض بیویاں اور اولاد انسان کے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہو اور اگر عفو و درگزر سے کام لو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔ 14:64

کافروں کے اموال و اولادان کے کسی کام نہیں آئیں گے 10:3

تمہارے مال تمہیں ہمارا مقرب نہیں بنا سکتے' ایسا تو صرف ایمان و عمل صالح ہی سے ہو سکتا ہے۔ 37:34

اس مال و متاع سے زیادہ بہتر جنت کی نعمتیں ہیں مگر وہ اہل تقویٰ کے لیے ہیں۔ 15:3

خدا نے گھوڑے خچر اور گدھے زینت اور سواری کے لیے بنائے ہیں

دنیوی زندگی کی مثال اگنے والی بھرپور کھیتی کی ہے جو کچھ عرصہ بعد چورا بن جاتی ہے۔ 45:18

نیک لوگوں کو دنیوی زندگی کی آرائش کا لالچ نہیں ہونا چاہیے۔ 28:18

اللہ کا رزق زیادہ بہتر اور زیادہ دیرپا ہے۔ 131:20, 88:15

زمین کے اوپر جو کچھ ہے زینت کے لیے اور انسان کی
آزمائش کے لیے۔ 7:18

اللہ کا فضل و رحمت اس مال و متاع سے بہتر ہے جو لوگ
جمع کرتے ہیں اور اسی پر خوش ہونا چاہیے۔ 32:43, 58:10

جو کچھ انسان کے پاس ہے ختم ہو جائے گا مگر جو کچھ اللہ کے
پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ 96:16

کفار کے مال و اولاد پر آپ تعجب و غم نہ کریں۔ اللہ ان کو دنیا میں
عذاب دینا چاہتا ہے اور آخرت سے محروم کرنا 176:3, 196 تا 198
اگر کوئی دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو اللہ کے پاس دونوں کا ثواب ہے۔ 134:4
کچھ لوگ دنیوی زندگی پر اترا رہے ہیں حالانکہ آخرت کے
مقابلہ میں یہ معمولی سی پونجی ہے۔ 26:13

ہم انہیں مال و اولاد سے نواز رہے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان
کے لیے بھلائیاں بڑی تیزی سے جمع کر رہے ہیں۔ 55:23, 56
کفار کی مہلت ان کے لیے مفید نہیں بلکہ گناہ میں اضافے
وعذاب کا موجب ہے۔ 178:3

آخرت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو زمین میں سرکشی و فساد
نہیں کرتے کیونکہ آخرت اہل تقویٰ کے لیے ہے۔ 83:28
دنیوی زندگی کے دھوکے میں لوگ آیات الٰہی کا مذاق اڑاتے
قیامت کو بھول جاتے ہیں بلکہ اس سے انکار کرتے ہیں۔ 32:45
جو کچھ چاہو کرو۔ اللہ تمھارے اعمال دیکھ رہا ہے۔ 40:41

اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک ہی طریقے کے ہوجائیں گے تو اللہ
منکروں کے گھروں کی چھتیں سیڑھیاں دروازے اور چارپائیاں چاندی
بلکہ سونے کی بنادیتا یہ سب کچھ صرف دنیوی زندگی کا سامان ہے
آخرت تمھارے رب کے نزدیک صرف اہل تقویٰ کے لیے ہے

33:43 تا 35

تم عاجلہ (دنیا) سے تو محبت کرتے ہو اور آخرت کو
چھوڑ دیتے ہو۔ 27:76, 21, 20:75

جو آخرت چاہے اور اس کے لیے کوشش بھی کرے
بشرطیکہ مومن ہو اس کی کوشش قبول ہوگی۔ 19:17

ہم نے (دنیا میں) ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے لیکن
آخرت درجوں اور فضیلت میں بڑھ کر ہے۔ 21:17

کچھ لوگ صرف حصول دنیا کے لیے دعائیں مانگتے ہیں آخرت میں
ایسے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں جب کہ بعض لوگ آخرت و دنیا ہردو
کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اپنے اعمال کے مطابق حصہ پاتے ہیں
200:2 تا 202

دین میں جبرو اکراہ

ہدایت واضح ہو چکی (اس لیے دین میں کوئی جبرواکراہ نہیں 256:2
جس کا جی چاہے ایمان لائے جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے 107
تمھاری اپنی راہ اور میری اپنی راہ۔ 6:109

سمجھاتے رہیے - آپ کا کام صرف سمجھانا ہے - آپ ان
پر داروغہ نہیں - 22،21:88

تمھارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے - اب جو حق کو
قبول کرے گا اپنے فائدے کے لیے اور گمراہی اختیار کرے
گا تو اپنے نقصان کے لیے کرے گا - 108:10

ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں - ہمارے
اعمال ہمارے کام آئیں گے اور تمھارے اعمال تمھارے
کام آئیں گے - 15:42

یہ ہو کر رہنے والا دن ہے لہٰذا جس کا جی چاہے اپنے خدا
کے ہاں اپنا ٹھکانہ بنا لے - 39:78

اہل عالم کے لیے نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے اس
سے فائدہ اٹھا لے اور سیدھی راہ پر چلے -

12, 11:80, 19:73, 28:81, 29:76, 55, 54:74

جس کا تم میں سے جی چاہے آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے - 37:7

ہم نے انسان کو راہ دکھا دی اب وہ شکر گذار بنے یا نافرمان 3:76

38:9, 77:4

جو صرف دنیا کا بدلہ چاہتا ہے اسے وہ مل جاتا ہے مگر آخرت
میں اس کا کوئی حصہ نہیں بلکہ جہنم میں جلے گا - اور جو بھی
آخرت چاہتا ہے تو اسے وہ مل جاتی ہے
20:42, 145:3

اختتامیہ

اس تحریر کو ختم کرتے ہوئے تمام بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ ٹھنڈے دل سے اپنی زندگی کو سنوار کر گزارنے کی کوشش کریں. قرآن زندگی گزارنے اور رزق کی وسعت کے بارے میں یہ قانون بیان کرتا ہے.

ترجمہ "اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالح کرتے ہیں ان کے لئے خطرات سے حفاظت اور باعزت رزق ہے (الحج 50)

عمال صالح کی لسٹ ایک ضروری وضاحت کے مضمون میں درج ہے دوبارہ ملاحظہ فرمائیں. یہ قرآن کوئی عام کتاب نہیں ایک منشور ہے بنی نوع انسانی کی بھلائی کا منشور ہر شخص اور حکمرانوں کے لئے لازمی ہے کہ عدل اور احسان کا نظام رائج کرنے کی کوشش کریں ...... دولت کو چند ہاتھوں میں جانے سے روکیں ...... دولت جمع کرنے کے رجحان کا خاتمہ کریں .... ایسا نظام قائم کریں جسمیں ہر انسان کی نشوونما کے لئے برابر مواقع موجود ہوں .... اگر ایسا نہیں کریں گے تو خدا ہماری جگہ کوئی اور قوم لے آئے گا یہ قرآنی فیصلہ ہے. یاد رکھیں کہ صرف سزائیں ہی قرآنی نظام نہیں بنیادی طور پر معاشرہ کے خدوخال بدلنے ہوں گے. یہ زمین اللہ کی ہے ...... اس کی پیداواری صلاحیتوں میں اللہ کے سارے بندے شامل ہیں قرآنی

فلسفہ کی رو سے یہ زمین تقسیم نہیں ہوسکتی .... اگر تقسیم ہو بھی سکتی ہے تو برابر تقسیم ہونی چاہیے. انگریزوں کی تقسیم قرآنی فلسفہ کے خلاف ہے. قابل عزت وہ ہے جو تقوی کے لحاظ سے تم میں سے بہتر ہے (جس کے ہاتھ زبان اور عمل سے دوسرا محفوظ ہو) عزت و شرف کے دوسرے سارے معیار خدا کی ناراضگی کے معیار ہیں. انسان سے نفرت قرآنی فلسفہ کے خلاف ہے ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے. دین کے معاملہ میں جبر نہیں. عجزانکساری خدا کے حضور پسندیدہ فعل ہے. خدا کی زمین پر اکڑ کر چلنے والے کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے. یہ بات بھی لکھتا چلوں کہ نماز کے باوجود انسان میں تبدیلی کا نہ پیدا ہونا نماز کی عدم قبولیت کی دلیل ہے.

میری ہر پاکستانی سے یہ التجا ہے کہ بین السطور یعنی سطروں کے نیچے لکھے ہوئے قرآن کے ترجمہ کو پڑھیں. غور کریں جتنا آپ کو سمجھ آ جاتا ہے کافی ہے. آدم حوا کا قصہ .. وفات و پیدائش مسیح علیہ السلام ۔ شر و خیر ۔ تقدیر الہٰی وغیرہ جیسے مسائل سمجھ نہیں آتے تو نہ آئیں ان کے لئے علماء کرام کے چکروں اور تفسیروں میں وقت ضائع نہ کریں ۔ قرآن اتنا تو سمجھ میں آتا ہے کہ جھوٹ نہ بولو ۔ دوسروں کا مال مت کھاؤ ۔ ظلم مت کرو ۔ دولت مت جمع کرو ۔ انسانوں سے پیار کرو ۔ زمین پر فساد نہ پھیلاؤ ۔ نماز پڑھو ۔ سچ بولو ۔ خدا کی زمین پر

اکڑ کر نہ چلو - محنت کے بغیر ساری آمدنی ناجائز ہے - رشوت مت لو - کم مت تولو - زیادتی مت کرو - کسی پر ظلم نہ کرو - انسانوں کو قتل نہ کرو - ماں باپ پر احسان کرو - بچوں پر شفقت کرو - بیوی بچوں سے محبت کرو - برابری کا سلوک کرو - عدل واحسان کرو - زمین اللہ کی ہے - دولت کو گردش دیتے رہو - گالیاں مت نکالو - لوگوں کا احترام کرو بلکہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں مت نکالو - گواہی مت چھپاؤ - سچی گواہی دو - قرض مت کھاؤ - وعدہ پورا کرو - کائنات پر غوروفکر کرو - ماتحت سے نرمی سے پیش آؤ - لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھو - لوگوں کے قصور معاف کردیا کرو - مسجدوں مندرں گرجوں اور عبادت گاہوں کا احترام کرو. ہم سب جواب دیں کہ کیا ہماری پاکیزہ زندگی کے لئے اتنا کچھ کافی نہیں ہے.

خلاصہ یہ کہ ہمارے ہاتھ - ہماری زبان اور ہمارے عمل سے دوسرے محفوظ رہیں. آخر میں میں تمام دوستوں سے التماس کرتا ہوں کہ اگر آپ ایسا نظام چاہتے ہیں جس میں برابری ہو' امن ہو' سلامتی ہو تو پھر اس نظام پر اکٹھے ہوجائیں ... قرآن کا نظام حیات بہترین نظام حیات ہے اور قرآن ہی ہماری دنیاوی اور آخروی زندگی کی نجات کا راستہ ہے .... آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا.

اسمائے گرامی جن کے نام میں نے یہ کتاب انتساب کی ہے
اور نظام بدلنے کی دعوت دی ہے۔

1 سردار فاروق احمد لغاری
2 چیف جسٹس سجاد علی شاہ
3 محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ
4 عمران خان
5 الطاف حسین
6 یوسف رضا گیلانی
7 شاہ محمود قریشی
8 غلام مصطفیٰ کھر
9 عبدالرحمان عربی کھر
10 بلال مصطفیٰ کھر
11 نور ربانی کھر
12 غلام میلادی کھر
13 ریاض منصور کھر
14 ملک محمد رفیق کھر
15 صاحبزادہ فیض الحسن
16 غلام حیدر بھند
17 غلام محمد سواگ
18 غلام فرید میرانی
19 ملک احمد اولکھ
20 ملک نیاز احمد جکھڑ
21 مہر اعجاز احمد اچلانہ
22 شہاب الدین سیہڑ
23 محمد اقبال خاکوانی
24 مولوی سلطان عالم
25 گوہر ایوب خان
26 سید ظفر علی شاہ
27 محمد اعجاز الحق
28 چوہدری نثار علی
29 راجہ نادر پرویز
30 جہانگیر خان سیہڑ
31 سیدہ عابدہ حسین
32 چوہدری شجاعت حسین
33 خواجہ محمد آصف
34 طارق عزیز
35 میاں محمد شہباز شریف
36 محمد اسحاق ڈار
37 رائے منصب علی
38 خورشید محمود قصوری
39 میاں محمد یاسین وٹو
40 غلام قاسم خان
41 صدیق کانجو
42 مخدوم جاوید ہاشمی
43 شاہد مہدی نسیم
44 میاں غلام عباس قریشی
45 فاروق انور عباسی
46 نور محمد غفاری

47 عبدالستار لالیکا
48 سید احمد محمود
49 مخدوم عماد الدین
50 چوہدری محمد جعفر اقبال
51 الٰہی بخش سومرو
52 اصغر علی شاہ
53 سید غوث علی شاہ
54 سید قربان علی شاہ
55 پیر نور محمد شاہ جیلانی
56 عبدالحمید خان جتوئی
57 میاں اعجاز شفیع
58 محمد گلزار عباسی
59 ڈاکٹر جاوید اقبال
60 سید نیر حسین بخاری
61 راجہ پرویز اشرف
62 راجہ شاہد ظفر
63 سردار شعیب ممتاز خان
64 راجہ منور احمد
65 میاں مناظر علی رانجھا
66 ڈاکٹر شیر افگن
67 سید فیصل صالح حیات
68 سردار ظفر عباس سید
69 محمد نذیر سلطان
70 مہدی حسن بھٹی
71 نواب زادہ غضنفر گل
72 چوہدری احمد مختار
73 میاں محمد اظہر
74 سلمان تاثیر
75 غلام محی الدین
76 محمد حنیف رامے
77 سردار آصف احمد علی
78 سید ظفر علی شاہ
79 پرویز اعجاز الحسن
80 عزیز الرحمٰن چن
81 چوہدری نثار احمد پنوں
82 چوہدری توکل اللہ ورک
83 میاں محمد زمان
84 راؤ سکندر اقبال
85 تنویر الحسن گیلانی
86 مرزا ناصر بیگ
87 آفتاب ڈاہا
88 اللہ یار ہراج
89 اسلم بودلہ
90 انوار الحق رامے
91 نوریز شکور
92 چوہدری محمد اشرف
93 غلام فرید کاٹھیا
94 رائے احمد نواز
95 بیگم شہناز جاوید
96 محمود احمد خان

ارشد حلیم شورکوٹی

97 قربان علی چوہان
98 مصطفیٰ صادق
99 مولانا محمد اکرم اعوان
100 ظفر اقبال وڑائچ
101 خورشید احمد شاہ
102 علی محمد خان
103 خالد احمد لنڈ
104 سید اسد علی گیلانی
105 مخدوم امین فہیم
106 سید شاہ محمد شاہ
107 سید نوید قمر
108 اصغر علی گجر
109 ڈاکٹر فہمیدہ مرزا
110 پیر آفتاب حسین شاہ جیلانی
111 مخدوم سعید الزمان
112 رئیس محمد بخش جمالی
113 غلام حسین بابو
114 سید شفقت حسین
115 مہر فضل حسین سمرا
116 جام معشوق علی
117 منصور علی شمس
118 اے کے شمس
119 کنور خالد یونس
120 محمد فاروق ستار
121 اعجاز محمود
122 ڈاکٹر نشاط ملک
123 محمد عارف خان
124 محمد فرخ نعیم صدیقی
125 محمد عرفان خان
126 طارق جاوید
127 خالد مقبول صدیقی
128 انجینئر رئیس احمد خان
129 چوہدری غیاث میلہ
130 ریاض احمد رانجھا
131 مشرف علی خان ایڈووکیٹ
132 ڈاکٹر پرویز حسن
133 شیخ محمد رشید
134 جناب وسیم سجاد
135 جنرل (ر) حمید گل
136 محمد علی درانی
137 جنرل (ر) اسلم بیگ
138 راجہ ظفر الحق
139 عقیل الرحمان
140 اقبال احمد خان
141 اعظم ہوتی
142 مسعود کوثر
143 غلام مصطفیٰ جتوئی
144 مخدوم خلیق الزمان
145 سردار ذوالفقار علی کھوسہ
146 سردار جعفر خان لغاری

147 سردار مقصود احمد لغاری
148 سردار منصور احمد لغاری
149 شیخ آفتاب احمد
150 صدیق الفاروق
151 شاہد حامد
152 ولی خان
153 قاضی حسین احمد
154 پروفیسر غفور
155 لیاقت بلوچ
156 جہانگیر بدر
157 فخر امام
158 اختر مینگل
159 ضیا شاہد
160 سید اقبال حیدر
161 حسن نثار
162 امیر عبداللہ روکھڑی
163 مخدوم شہاب الدین
164 سید حامد رضا گیلانی
165 جنرل (ر) سعید قادر
166 بیگم نادرہ خاکوانی
167 چوہدری محمد سرور
168 آفتاب شیرپاؤ
169 محمد اصغر خان
170 جے سالک
171 سید مختار گیلانی
172 اجمل دہلوی
173 میر ہمایوں خان
174 حسن شاہ راشدی
175 اجمل خٹک
176 مشاہد حسین
177 لیاقت جتوئی
178 صاحبزادہ محمد فضل کریم
179 پروفیسر خورشید احمد
180 مصطفیٰ کمال رضوی
181 نثار محمد خان
182 ڈاکٹر نشاط ملک
183 میر ظفر اللہ جمالی
184 سراج عزیز
185 اسلام الدین شیخ
186 خالد احمد کھرل
187 مسٹر خالد انور
188 محمد اجمل حسین
189 اکرم ذکی
190 محمد رفیق تارڑ
191 ڈاکٹر صفدر عباسی
192 اللہ ڈیوایا تھند
193 اجمل خٹک
194 بیرسٹر سلطان محمود
195 چوہدری محمد اقبال
196 سردار مہتاب خان

انسان کو بچایا جائے

ع اُس کو دشمنوں کی کیا خبر ہوتی
جس کو یاد ہوں نیزے جیسے

پاکستان کے گولڈن جوبلی جشن کے موقع پر قومی مستقبل کے لیے ایک لائحہ عمل